تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۲ | ۲۵ اپریل ۱۹۸۵ء مطابق ۴ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ | شمارہ نمبر ۱۲

نگران اعلیٰ

مولانا ابو العرفان ندوی

مجلس ادارت

شمس الحق ندوی

محمود الازھار ندوی

خط و کتابت کا پتہ :-

منیجر "تعمیر حیات" ۔ پوسٹ بکس ۹۳

ندوۃ العلماء ۔ لکھنؤ ۔ انڈیا

زرِ تعاون

سالانہ	۲۵/-
ششماہی	۱۵/-
فی پرچہ	۱/۲۵

بیرون ملک

بحری ڈاک: ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک

ایشیائی ممالک	۱۲ ڈالر
افریقی ممالک	۱۵ ڈالر
یورپ و امریکہ	۱۸ ڈالر

نوٹ

چیک، ڈرافٹ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچیس ۲۵ روپے ارسال فرمائیے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

اداریہ

ندوۃ العلماء میں ملتقی ادب اسلامی

محمود الازھار ندوی

ندوۃ العلماء میں ادب اسلامی پر دو روزہ ملتقی (مجلس) جس کا موضوع "اسلامی ادب میں تنقید، اسلامی ادب میں قصے، اسلامی ادب میں سوانح نگاری" تھا۔۔۔ ختم ہو گیا اس ملتقی میں تینوں موضوعات سے متعلق اہم قراردادیں منظور کی گئی، تاکہ اس حصہ سے متعلق ادب کو اجاگر کیا جا سکے، اور عوام کے سامنے لایا جائے اور اس کی اخلاقی و ادبی افادیت سے عوام کو روشناس کرایا جائے جو ادب کا مقصود و مدعا ہے، اس ملتقی میں اخلاقی پہلو کو اپنانے اور زیور زندگی بنانے پر زور دیا گیا، بقول حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی، "اہل دل کے کلام میں جو غیر معمولی حلاوت اور قوت ہے وہ ان کی روح کی لطافت اور قلب کی پاکیزگی اور اندرونی کیفیت و سرمستی کا نتیجہ ہے"۔

ملتقی ادب کی نشستوں میں زور دیا گیا ہے کہ ادب کی تاریخ کو از سر نو ترتیب دیا جائے، اور کلام ربانی، حدیث نبوی، اسلام کا نظریۂ کائنات اور اسلامی ادباء و ناقدین کی تحریریں اور الکلام تحقیقاً کے اصول اخذ کئے جائیں، تنقید کا نہج تعمیری ہو اور ایسے عناصر و خیالات پر خصوصی نظر رکھی جائے، جو غیر اسلامی عقائد و خیالات کی طرف لے جانے والے ہوں اور ان کا بر وقت تنقید و تبصرہ کر کے تدارک کیا جائے، اور سوانح نگاروں کا مقصد اسلام کے شاندار ماضی کی حال میں بازیابی ہونا چاہئے اور اسلامی سورماؤں اور سپوتوں کی سوانح عمریاں اس طرح لکھی جائیں کہ ان سے جدید نسل کے افراد بالخصوص نوجوانوں کو اسلامی اقدار سے روشناس کرایا جائے اس نشست میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ ادباء اپنے افسانوں، ڈراموں اور کہانیوں کی اساس اسلامی شخصیات، واقعات، اور اقدار پر رکھیں اور ایسے مواد سے پرہیز کریں جو غیر اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دے اور اخلاقی بحران پیدا کرے

ملتقی میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ اسلامی شخصیات اور قائدین کو قصوں اور ڈراموں میں مرکزی حیثیت اور نمایاں طور پر پیش کیا جائے اور نیز ادبی کاوشوں کو زبان و ادب کے جدید قالب اور جدید فنی خط و خال کے پیرائے میں پیش کیا جائے۔

ملتقی میں یہ بات پر زور انداز میں کہی گئی کہ ہندوستان کے ادب عربی کی تاریخ اس طرح مرتب کی جائے، جس طرح سے تاریخ اسلام کے مختلف ادوار کی تاریخ کے دوش بدوش ادب عربی کی تاریخ مرتب کی گئی

خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو ایمان بڑی نعمت ہے

حضرت تھانوی رح

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے شروع سے آخر تک مومن (یعنی ایمان رکھنے والے یعنی ان تمام سچے عقیدوں یعنی سچی باتوں پر جو خدا اور رسول نے بتلائی ہیں ایمان رکھنے والے اور بلا ایمان والے) (یعنی خدا اور رسول کے بتلائے ہوئے سچے عقیدوں یعنی سچی باتوں پر ایمان نہ رکھنے والے) انسانوں کا مقابلہ اور موازنہ کر کے اس دنیا کی زندگی میں اور مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں ایمان والوں کو خوشخبری سنائی ہے اور بلا ایمان والوں کو عذاب کا روح فرسا خوف اس لئے دلایا ہے تاکہ وہ ایمان لے آئیں، بالخصوص کلام پاک کے دو آخری پاروں میں قیامت وغیرہ کی ہولناکیوں کا سچا اور صحیح نقشہ پوری طرح مختلف طریقوں اور مختلف پہلوؤں سے پیش کیا ہے جن کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات ایمان والے بھی اپنے اندر اپنے اعمال کی کوتاہیوں کو محسوس کر کے مغفرت الٰہی سے مایوسی کا احساس اپنے اندر پانے لگتے ہیں۔ یہ مایوسی ہو سکتا ہے کہ بعض حساس ایمان والوں کو جو کوتاہ عمل ہوں اس درجہ نجات اخروی سے مایوس کر دے کہ وہ یہ سمجھنے لگیں کہ جب ہم اپنی کوتاہی عمل سے اس عذاب سے بچ ہی نہیں سکتے تو پھر یا تو ہم خودکشی کر لیں یا اپنی نجات سے ہاتھ دھو لیں۔

دینی کتابوں اور رسالوں میں زیادہ تر ایسے ہی مضامین کا اعادہ کیا جاتا ہے جن کو پڑھ کر دین کو کمال تک پہونچائے بغیر عذاب قبر اور عذاب حشر کی ان ہولناکیوں سے بچنا ناممکن ہے، ایمان والوں کو بھی معلوم ہونے لگتا ہے اور ان پر مایوسی غالب آنے لگتی ہے، اس تاثر کو دور کرنے کیلئے مولانا تھانوی رح کے مواعظ "الحج المبرور" "المراقبہ" "اور التثبت المراقبۃ للمیت" کے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

"الحج المبرور"

اپنی دینی حالت کو کمال کے درجہ تک پہونچا دینا انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ انسان پر یہ لازم کیا گیا ہے کہ دنیا سے رخصت ہونے کے قبل وہ اپنی دینی حالت کو کمال کے درجہ پر پہنچائے انسان کا کام طلب اور فکر اور کوشش کرنا ہے کمال کے درجہ تک پہونچنے کے لئے۔ اگر اس طلب اور فکر اور کوشش کے ساتھ انسان تمام عمر ناقص رہے، اور کمال کے درجہ کو نہ پہونچے تو بھی وہ انشاء اللہ کاملین ہی کے برابر ہوگا، بلکہ ممکن ہے کہ بعض باتوں میں کاملین سے بھی بڑھ جائے یعنی مشقت کے ثواب میں، کیونکہ اس کو جو زیادہ مشقت اس کامل درجہ کے حاصل کرنے میں ہوئی تھی اس کا ثواب بہت زیادہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کا ماہر ہے وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہوگا اور جو شخص اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے اور اس کے لئے تکلیف اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہے، حضرت ابراہیم ادھمؒ جو ایک بہت بڑے بزرگ اور اولیاء اللہ میں تھے ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا کیا حال گذرا فرمایا کہ مغفرت ہو گئی درجات ملے مگر ہمارا ایک پڑوسی تھا جو ہم سے کم عمل کرتا تھا وہ ہم سے بڑھا ہوا رہا کیونکہ وہ بال بچوں والا تھا جن کی پرورش میں اس کو زیادہ اعمال کا موقع نہ ملتا تھا مگر وہ ہمیشہ اس دھن میں رہتا تھا کہ اگر مجھے فراغت نصیب ہو تو خدا کی یاد میں مشغول رہوں وہ اپنی مشقت اور نیت کی وجہ سے ہم سے بڑھ گیا۔

"المراقبہ"

مقاصد حسنہ میں حدیث ہے کہ مومن یعنی ایمان والا، یعنی ان تمام سچے عقیدوں یعنی سچی باتوں پر ایمان رکھنے والا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہیں۔ جب پل صراط پر سے گذرے گا تو دوزخ کہے گی۔

"جُز یا مومن فان نورک قد اطفأ ناری"

(اے مسلمان جلدی سے گذر، جا کہ تیرے نور نے تو میری آگ کو ہی بجھا دیا)

تو جب نور ایمان میں یہ خاصیت ہے کہ دوزخ کی آگ کو ہی بجھا دیتا ہے تو دنیا کے رنج، دکھ، مصیبت کی تو حقیقت ہی کیا ہے، مگر ضرورت اس کی ہے کہ ہم اپنے ایمان میں نور پیدا کریں، ہمارے ایمان کے نور کی کمی کی وجہ سے ہماری دنیا و آخرت برباد ہو رہی ہے،

(یہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ ایمان کہتے ہیں خدا اور رسول کی بتلائی ہوئی باتوں کو سچا سمجھنے کو، عمل کرنا دوسری بات ہے)

التثبت المراقبۃ المیت"

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل ما یشاء —

(حق تعالیٰ ثابت رکھتے ہیں ایمان والوں کو پکی بات کے ساتھ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ظالموں کو بچلا دیتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے)

یہ ایک خبر ہے جو اللہ نے دی ہے۔ مگر یہاں خبر مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ چونکہ ایسا ایسا ہونے والا ہے لہٰذا اس واقعہ سے ڈرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں یعنی ایمان والوں میں داخل ہونا چاہئے۔ ظالمین یعنی کافروں۔ یعنی بلا ایمان والوں میں سے نہ ہونا چاہئے۔ پس یہاں بھی تصریح تو اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی یہ فضیلت ہے کہ دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھتا ہے اور کافروں کی یعنی بلا ایمان والوں کی یہ مذمت ہے کہ ان کو بچلا دیتا ہے۔

یہ تو ترجمہ آیت کا تھا مگر اس سے وہ وقت معلوم نہیں ہوا جس کی نسبت ثابت رہنے اور بچلی جانے کی خبر دی گئی ہے، اس آیت کی تفسیر میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے یعنی خود حضورؐ نے اس کی تفسیر کی کہ یہ آیت عذاب قبر کے متعلق بھی ہے اور عذاب حشر یعنی عذاب قیامت کے متعلق بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں دو فرشتے آتے ہیں اور وہ سوال کرتے ہیں حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے عمر اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ قبر میں دو فرشتے گرجتے ہوئے آئیں گے مگر ایمان والا اس سے گھبرائے نہیں کیونکہ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے اس کے متعلق سوال کر کے اطمینان کر لیا ہے، وہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت ہماری عقل بھی درست ہوگی یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جیسے اس وقت ہو ویسے ہی اس وقت عاقل ہوگے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کچھ خطرہ نہیں، انشاء اللہ سمجھ کر صحیح جواب دیں گے، دوسرے یہ کہ مومن کے ساتھ یعنی اس وقت ایمان والے کے ساتھ عنایت حق ہوگی، چنانچہ اسی آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ثابت قدم رکھے گا، جب حق تعالیٰ ہی کو تمہیں پاس کرنا منظور ہے پھر گھبرانا کاہے کا، جب دنیا میں شفیق اور مہربان امتحان لینے والے کے امتحان لینے سے پریشانی نہیں ہوتی تو حق تعالیٰ تو سب سے زیادہ رحیم و کریم ہیں وہ تو تم کو پاس ہی کر دیں گے، دوسری بات تسلی کی ایک اور ہے وہ یہ کہ جب قبر میں فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایمان والے سے پوچھیں گے کہ یہ کون صاحب ہیں تو ایمان والے کی قبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تک کے سب حجابات اٹھ جائیں گے۔ پس گو زندگی میں ایمان والا حضورؐ کی زیارت نہ کر سکا کیونکہ حضورؐ ایمان والے سے پہلے دنیا سے رخصت ہوگئے لیکن انشاء اللہ قبر میں ایمان والے کو حضورؐ کی زیارت ہوگی، غرض ایمان والے کو قبر اور قیامت کے حالات سے خوف تو رکھنا چاہئے اور اعمال میں کوشش کرنا چاہئے مگر پریشان نہ ہونا چاہئے اس کے لئے تسلی کی بہت چیزیں ہیں، چنانچہ قبر کے متعلق تو اوپر گذر چکا۔ پھر قیامت میں جب قبروں سے نکلیں گے اس وقت فرشتے آکر ایمان والے کو طرح طرح کی بشارتیں سنائیں گے، جیسے،

لا یحزنہم الفزع الاکبر وتتلقہم الملائکۃ هذا یومکم الذی کنتم توعدون،

یعنی مسلمانوں کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ پریشان نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ اس دن تم کو طرح طرح کی نعمتیں حاصل ہونگی۔

قرآن میں ہے،

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا

یعنی جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر جمے رہے یعنی ایمان و اسلام پر زندہ رہے اور اسی پر مرے ان پر فرشتے نازل ہوں گے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ موت کے وقت پر بھی اتریں گے اور قیامت میں بھی، پھر وہ فرشتے کہیں گے کہ نہ تم آئندہ خطرہ کا اندیشہ کرو اور نہ کسی حاصل شدہ نفع کے فوت ہونے کا رنج کرو، اور اس جنت کی خوشخبری حاصل کرو جس کا تم سے یعنی ایمان پر جمے رہنے کے انعام کے طریقہ پر، وعدہ کیا جاتا تھا۔

غرض مرتے وقت بھی روز قیامت بھی فرشتے اس طرح بشارتیں سنا سنا کر ایمان والے کو مطمئن کریں گے اور میدان حشر میں مسلمانوں کے لئے عرش کا سایہ ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر مرنے والا ایمان والا نہیں ہے تو قبر میں وہ کہے گا، آہ۔ آہ لا ادری (افسوس میں کچھ نہیں جانتا) اس پر فرشتے اس کو گرزوں سے ماریں گے اور کہیں گے کہ، لا دریت ولا تلیت (کہ نہ تو نے خود سمجھا نہ کسی سمجھے ہوئے سے پوچھ کر ایمان اختیار کیا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دو قسمیں ہیں، ایک تحقیقی یعنی خود سے سمجھا ہوا، اور ایک تقلیدی یعنی دوسرے سے پوچھ کر اختیار کیا ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان تقلیدی بھی اعتبار کے قابل ہے۔ جیسے بعض عوام، بے پڑھے لکھے جاہل لوگ جن کو ایمان کی حقیقت پوری طرح معلوم نہیں ہوتی صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے دین پر ہیں، یہ ایمان تقلیدی ہے یہ بھی اعتبار کے قابل ہے اور اس سے بھی نجات ہوتی ہے مولانا شاہ فضل الرحمٰن سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا دھوبی جب مرا اور اس سے قبر میں سوال ہوا کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے، تو اس نے جواب دیا کہ حضور میں تو بڑے پیر کا یعنی حضرت غوث اعظمؒ کا دھوبی ہوں، مطلب یہ تھا کہ جو مذہب ان کا ہے وہی میرا ہے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دین و ایمان کو جانتا نہ تھا بلکہ اس جانے ہوئے کی ایک سادہ تعبیر تھی جیسا کسی کتاب میں سب عقیدے اور سچی باتیں لکھی ہوں اور کوئی شخص اس کو سمجھ کر کہے کہ یہ میرے عقیدے ہیں اور میرا ان پر ایمان ہے۔ یہ کافی ہے) اس پر فرشتوں نے ہنس کر چھوڑ دیا کہ یہ تو بڑے شخص کا آدمی ہے، اور اس پر آپ شک نہ کریں کیونکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا کیا کرتا ہے کہ جو نیت امام کی وہی میری اور اس سے نماز صحیح ہو جاتی ہے، مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ میں امام کی نماز میں اقتدا کرتا ہوں تو یہ نیت صحیح ہے۔

غرض کافر، بلا ایمان والا، چونکہ ایمان تحقیقی اور تقلیدی، دونوں سے محروم ہے اس لئے فرشتے اس کو قبر میں عذاب دیں گے، قرآن کی اوپر لکھی ہوئی آیت میں جو لفظ قول ثابت آیا ہے جس کا ترجمہ پکی بات کہا گیا ہے، اس سے یہ مراد ہے ① توحید، یعنی خدا کو ایک سمجھنا ذات میں بھی اور صفتوں میں بھی، ② رسالت یعنی خدا کے رسولوں پر ایمان لانا حضرت آدم سے لے کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ③ آخرت یعنی قیامت کے دن پر، مر کر زندہ ہونے پر وغیرہ وغیرہ جس کا نام ایمان ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ہے، یعنی عہد الرسول و خلافت راشدہ، بنو امیہ، بنو عباس، بنو بویہ سلاجقہ ایوبی ممالیک، اندلس، فاطمی اور ادارسہ کی جیسی تاریخ کے ساتھ ساتھ ادب عربی کی تاریخ کی خصوصیات و امتیازات، فکر و ماحول، اور زبان کی لطافت و صناعت ملتی ہے، اسی طرح سے ہندوستانی علماء ادباء و مصنفین کا ادب عربی، اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت و اخلاق و زبان جیسے اہم اور قابل ذکر موضوعات پر خدمات کو سامنے رکھ کر ہندوستان کی تاریخ مرتب کی جائے۔

ملتقی ادب اسلامی کی یہ قرارداد میں اپنے موضوعات کے دائرہ میں صرف متوازن ہی نہیں بلکہ قابل تحسین ہیں۔ اور ندوۃ العلماء کے ان مقاصد کے تحت ہیں، جس کے تحت مذاکرہ ادبیات اسلامی کا پہلا جلسہ چار سال قبل منعقد ہوا تھا، اور اس کام کے لئے ندوہ کو مرکزی حیثیت دی گئی تھی، اور یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ادب کو صرف ایک دائرہ میں محدود کر دینا اور ایک طبقہ کی اجارہ داری تسلیم کر لینا ادب کے ان ذخیروں کے ساتھ جو پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے، ناانصافی ہے۔ بلکہ صحیح معنوں میں ادب وہ ہے جو انسانی زندگی سے قریب ہو اور اسکے اندر اس کی تعمیر کی روح ہو اور اسلامی فکر ہو اور وہ معاشرہ کی کمزوریوں اور برائیوں کا مداوا بن سکے اور ادب کا کام صرف عکاسی تک محدود نہیں بلکہ اس کا کام صناعیوں، رعنائیوں اور ندرت و ترتیب و تنظیم کے پس پردہ افکار و خیالات کو تعمیری فکر دینا ہے پاکیزہ خیال دینا ہے اور نجی و اجتماعی، تعلیم تربیت ہر محاذ و میدان میں اور ہر مکتب فکر کے لئے رہنما خطوط دینا ہے جس سے وہ ہر آن و لمحہ زیور طبع ہو سکے۔

ادب چاہے وہ کسی زبان کا ہو اردو کا ہو یا عربی کا، فارسی کا ہو یا ہندی کا، ملکی زبانوں کا ہو یا غیر ملکی زبانوں کا وہ جب انسانی زندگی کو مہذب اور مشفق اور صاف ستھرا فکر نہیں دیتا ہے اسمیں اخلاقیات رواداری، خودداری اور زندگی کو سلیقہ سے گزارنے کا تخیل نہیں پایا جاتا ہے وہ انسانیت کی تعمیر کے بجائے تخریب کا کام کرے گا۔

ان ہی وجوہات کو سامنے رکھ کر کلام الٰہی احادیث نبوی، مواعظ اور پند، صحابہ کرام کے واقعات علماء و صالحین کے تذکرے و سوانح عمریوں کی اہمیت ہے، کیونکہ ان میں ادب کے شہ پارے بھی ملیں گے اور قلب کی پاکیزگی اور روح کی لطافت بھی ملے گی، اور تجربہ نے بھی اسکی برتری کو تسلیم کیا ہے، اور ادب کے شہ پارے جب لکھے گئے اس وقت بھی یہ اعلیٰ ادبی نمونے تھے اور آج بھی انکی حیثیت مسلمات میں سے ہے اور یہی ادب قابل التفات ہے، اور جس ادب کو قابل التفات سمجھا گیا اور جس نے فکری رہنمائی کی وہ وہی ادب ہے جسمیں اسلامی فکر تہذیب اخلاق، اور تربیت نفس پائی گئی، ڈاکٹر اقبال اور اکبر الہ آبادی کے بعد بھی اردو میں ایسے شعراء پیدا ہوئے، جن کے یہاں زبان کی شیرینی دلآویزی اور سلاست مسلمات میں سے ہے، مگر وہ اقبال کے فکر کی بلندی اور آفاقیت تک نہیں پہونچ سکے، کیونکہ اقبال کو اسلامی فکر کی وہ طاقت و قوت حاصل تھی جو دوسروں کو حاصل نہ تھی، اکبر الہ آبادی نے بھی اسلام کی فکر کو سامنے رکھ کر مغربی تہذیب پر تنقید کی اور اسلامی ادب کے تنقید کے حصہ میں گراں قدر اضافہ کیا، ابو الاثر حفیظ جالندھری نے تاریخ اسلام کو موضوع بنایا اور شاہنامہ اسلام کے نام سے بیش بہا ادب اسلامی کا ذخیرہ پیش کیا اور ایسا ذخیرہ پیش کیا جسمیں تاریخ بھی ہے اور تعلیم و تربیت اور تہذیب نفس، اس میدان میں مولانا عبد الحلیم شرر نے تاریخی کہانیوں کا وہ مجموعہ پیش کیا جو صرف ادبی ہی نہیں بلکہ اسلامی فکر کا اہم حصہ ہے، اس لحاظ سے ندوۃ العلماء کا یہ اقدام حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی کی سربراہی میں ایک خوش آئند اقدام ہے اور مدتوں سے چلے آرہے اس فکری خلاء کو پورا کرنے کے لئے ایک منظم و مربوط نظام ہے، جسے روز اول ہی سے ہند و بیرون ہند کے دانشوروں کا تعاون حاصل ہے کیونکہ یہ ان کے دل کی آواز ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے مرادف ہے کہ ادب تو وہی ہے جو قلب کو پاکیزگی دے، روح کو لطافت دے اور نفس کو مہذب بنائے۔

مولانا عبد الماجد ندوی

مولانا عبد الماجد ندوی کا ۱۸ رجب کو جدہ میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مولانا تقریباً ایک دہائی سے زیادہ عرصہ سے جدہ میں مقیم تھے اور جدہ کے بیرونی نشریات کے ادارہ امور شرقیہ میں اردو سیکشن سے منسلک تھے، مولانا کو قیام ندوہ میں ہی بلڈ پریشر کی شکایت ہو گئی تھی اور یہ شکایت قیام جدہ کے دوران بھی رہی اور حرکت قلب بند ہونے کا باعث بنی۔

مولانا فطری طور پر ادب و زبان سے لگاؤ رکھتے تھے اور صحیح معنوں میں وہ ادب اسلامی کے حامل تھے اس کا اندازہ ان کو ہوگا جنھوں نے ان سے پڑھا یا قریب رہے خود ان کی کتاب معلم الانشاء جس انداز سے مرتب کی گئی اس میں قواعد و زبان کے تمام پہلوؤں کو سلیس اور سہل انداز میں پیش کیا گیا یہ کتاب اصلاً عربی میں تحریر خطوط نویسی، مضامین و مقالات لکھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے مرتب کی گئی مگر یہ کتاب اپنے مقرر موضوع کے ساتھ اردو زبان و ادب میں بھی مفید ثابت ہوئی، کیونکہ اسمیں مضامین کا انتخاب بہت صفائی اور ستھرائی کے ساتھ کیا گیا ہے اور طالب علم کے ذہنی نشو و نما کا پورا خیال رکھا گیا ہے اسی وجہ سے یہ کتاب معتبر مدارس اسلامیہ کے نصاب میں شامل کی گئی اور تشنگان علم و ادب اس سے مستفید ہوتے رہے۔

مولانا نے قواعد نحو و انشاء میں معلم الانشاء حصہ اول و دوم اور تمرین النحو کو مرتب کیا تھا اسمیں آپ نے اس بات کا پورا خیال رکھا کہ اس کی زبان و طریقے ایسے ہوں جو طالب علم کی ذہنی سطح تک رسائی حاصل کر لیں اس بابت حضرت مولانا تحریر کرتے ہیں (معلم الانشاء) کے جملوں اور الفاظ کے انتخاب میں بھی اسلامی ذہنیت اور دینی خیال نمایاں ہے بکثرت جملے قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں ان جملوں اور مشقوں کے ذریعہ بھی عربی مدارس کے نوخیز طلبا کے دینی احساسات کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے جن کو مستقبل میں دین کا داعی اور اسلام کا سپاہی بننا ہے اور زبان کے حصول سے ان کو دین کی خدمت کا کام لینا ہے (مقدمہ از معلم الانشاء حصہ اول)

معلم الانشاء کا پہلا حصہ ستمبر ۱۹۵۳ء میں طبع ہوا اور دوسرا حصہ ۱۹۵۹ء میں منظر عام پر آیا مولانا مرحوم نے اپنے مقدمہ میں پہلے حصے کی بابت تحریر کیا ہے، الحمد للہ تعلیمی حلقوں میں پسندیدگی کی نظروں سے دیکھی گئی ادب عربی سے ذوق آشنا اہل علم اور حضرات اساتذہ نے اس حقیر کوشش کو سراہا۔ رسائل و مجلات نے بھی اچھے تبصرے لکھے اور متعدد حلقوں سے باقی حصوں کی تکمیل کے لئے فرمائشیں، آئیں،

(مقدمہ معلم الانشاء حصہ دوم)

مولانا کا ندوہ میں قیام دو دہائی سے زائد رہا۔ آپ نے یہ مدت درس و تدریس میں گذاری آپ کے ذمہ بالعموم ادب عربی انشاء اور سیرۃ النبی اور بلاغت کے موضوعات کی کتابیں رہتی تھیں جو آپ کے ذوق اور طبیعت سے قریب تھیں۔

مولانا کی زندگی انسان اور انسانیت کی کشتی کی طرح متعدد حوادث و نشیب و فراز سے گذری اور سب سے زیادہ جس چیز نے آپ کے ذہن و دماغ کو متاثر کیا وہ تقسیم کے وقت کے لرزا دینے والے خونی واقعات تھے جس میں آپ کے بہت سے قریبی اعزہ حادثات کا شکار ہوئے اس وجہ سے مولانا کے اندر یہ خصوصیت اور امتیاز پایا جاتا تھا کہ آپ اپنے کو دوسرے کی مصیبت اور تکلیف میں اس طرح شریک کرتے تھے گویہ پریشانی و تکلیف آپ ہی کو لاحق ہوتی ہے خوشی کے شریک اور ساتھی تو ملنا آسان ہے مگر مصیبت و تکلیف کا شریک ملنا آسان نہیں اور اس معاملہ میں مولانا ممتاز تھے اور مانوس و قریب کرنے میں کی بھی خصوصیت پائی جاتی

مولانا اب جبکہ اس دنیا میں نہیں رہے ہم ان کے لئے مغفرت کرتے ہیں اور مولانا سے تعلق رکھنے والے اور قارئین تعمیر حیات سے دعاء مغفرت کی درخواست کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکے پسماندگان ۵ لڑکوں، ایک لڑکی اور اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محمود الازہار ندوی

شعر و ادب کو نیا رخ دینے میں اقبال کا تاریخی کردار

از: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ جنوری ۱۹۸۵ء میں جب مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی مکہ معظمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے جلسوں سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو وہاں مدینہ طیبہ کی ادبی انجمن "نادی المدینۃ الادبی" کے ذمہ داروں نے مولانا سے اپنی انجمن میں تقریر پر اصرار کیا اور پچھلے وعدہ کا بھی حوالہ دیا، مولانا نے ان کے اصرار پر تقریر منظور کر لی، انجمن کے نمائندوں نے تقریر کا موضوع "دور اقبال فی توجیہ الادب والشعر" تجویز کیا، اور اس کے لئے شب شنبہ ۲۴ ربیع الثانی، ۱۶ جنوری کا اعلان کر دیا گیا مولانا کو یہ معلوم کر کے قدرے تکلف اور فکر ہوئی کہ تقریر مکتبۃ الملک عبد العزیز کے ہال میں ہوگی جو مسجد نبوی شریف کے جوار میں چند قدم کے فاصلے پر ہے، اور وقت مغرب عشاء کے درمیان کا رکھا گیا ہے جو مختصر اور عام طور پر مسجد کی حاضری اور تلاوت و نوافل کی مشغولیت کا ہوتا ہے اور متعدد مقامات پر درس کے حلقے بھی قائم ہوتے ہیں، مقرر اور سامعین سب کے لئے مقام اور وقت دونوں زیادہ موزوں نہ تھے اور اندیشہ تھا کہ اس حالت میں یہ نشست زیادہ کامیاب نہ ہو سکے گی، اور مقرر کو بھی ایک ایسے موضوع پر جس کا ذات نبوی اور سیرت طیبہ سے براہ راست تعلق نہیں ہے، تقریر کرنے میں تردد اور تکلف ہوگا۔

لیکن اندازہ اور اندیشہ کے خلاف نماز مغرب ختم ہوتے ہی لائبریری کا وسیع اور شاندار ہال سامعین سے بھر گیا، جنمیں بڑے علماء اور اساتذہ تعلیم یافتہ نوجوان، علوم دینیہ اور شعر و ادب دونوں سے تعلق رکھنے والے اہل ذوق موجود تھے، اندر جگہ نہ پانے کی وجہ سے بہت سے لوگ باہر کھڑے تھے، تقریر میں وہ جوش و اثر تھا جس کی اس مقام و وقت کی وجہ سے زیادہ توقع نہ تھی، مسجد نبوی میں عشاء کی اذان سے پہلے ہی تقریر ختم ہو گئی اور لوگوں نے اطمینان کے ساتھ مسجد میں جا کر عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، یہ بھی ملحوظ رہے کہ کچھ عرصہ پیشتر متعدد سعودی جامعات (یونیورسٹیز) کے اساتذہ ادب عربی اور تحقیقی کام کرنے والوں نے "رابطۃ الادب الاسلامی" کے نام سے ادب اسلامی کی ایک عمومی انجمن کی تشکیل کی تھی، جسکے ارکان مختلف عرب اور اسلامی ممالک کے وہ سب ادیب و اہل قلم ہو سکتے ہیں، جن کو اس مقصد سے اتفاق ہو، اس کی صدارت کے لئے انجمن کی تشکیل کرنے والوں نے مولانا ہی کا انتخاب کیا تھا اور اس کا دستور ساز جلسہ دو ہی چار دن کے بعد ریاض میں ہونے والا تھا، تقریر میں اس مجلس کی ترجمانی اور نمائندگی بھی نظر آئے گی، تقریر ٹیپ سے نقل کی گئی، مولانا شمس تبریز خاں، رفیق مجلس تحقیقات و نشریات اسلام نے اس تقریر کا ترجمہ کیا، مولانا نے اس پر نظر فرما کر خفیف ترمیم و اضافہ کیا اور اس سے اسکی قوت و افادیت میں اضافہ ہوا اور وہ اردو داں طبقہ کے لئے مفید اور دلچسپ بن گئی، ہم اس کو ہندوپاک کے اہل ذوق و اہل ایمان اور اقبال کے فکر و فن کے قدر دانوں اور شیدائیوں کے لئے ایک تحفہ کے طور پر پیش کرتے ہیں حضرت مولانا کی یہی تقریر ۱۰-۱۱ اپریل کو ندوہ میں ہونے والے ملتقی ادب اسلامی میں صدارتی تقریر کے طور پر پیش کی گئی۔

حضرات! میرے لئے اللہ تعالیٰ اور حاضرین مجلس کے سامنے شرمندہ اور محجوب ہونے کی بات ہے کہ میں جوار رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی مبارک و منور مسجد (نبوی) کے زیر سایہ آپ کے علاوہ دنیا کی کسی اور ہستی کا ذکر اور اس کی تعریف کروں، ایک عرب شاعر نے کسی موقع پر جو کہا تھا، وہ اس محل و مقام کے زیادہ حسب حال ہے۔

وَلَمَّا نَزَلْنَا مَنْزِلًا طَلَّهُ النَّدَى
أَنِيقًا وَبُسْتَانًا مِنَ النَّوْرِ حَالِيَا
أَجَدَّ لَنَا طِيبُ الْمَكَانِ وَحُسْنُهُ
مُنًى، فَتَمَنَّيْنَا، فَكُنْتَ الْأَمَانِيَا

(جب ہم ایسی جگہ پر اترے جسے شبنم نے شاداب و سیراب کر رکھا تھا، اور نو رستہ پھولوں سے وہ سجا ہوا تھا تو مقام کے حسن اور دلآویزی سے ہمارے دل میں خوابیدہ تمناؤں اور آرزوؤں نے انگڑائی لی، ہم نے آرزوئیں کیں لیکن حاصل آرزو اور جان تمنا تمہاری ہی ذات تھی۔)

یہی وہ جگہ ہے جسے آخری آسمانی پیغام کی طراوت اور صحبت نبوی کی نکہت نے دل و نگاہ کی حیثیت بنا دیا ہے، اس لئے یہاں اسی ہستی کا ذکر ہونا چاہئے جس کی ذات بابرکات سے اس شہر کو ہمیشہ کے لئے شرف و اعزاز حاصل ہوا اور انسانیت نے نئی زندگی اور حقیقی معرفت پائی۔

مگر میں یہاں ایک ایسے شخص کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جس کا تعلق ذات نبوی سے گہرا اور مضبوط تھا اور یہی بات اس محل و مقام میں (جو قدیم محاورہ کے مطابق مسجد نبوی سے ایک تیر کے فاصلہ پر ہے) اس تذکرہ کا جواز پیدا کرتی ہے۔

ہمارے عظیم شاعر محمد اقبال کا یہ حال تھا (جس کا میں عینی گواہ ہوں اور مسجد نبوی کے جوار میں اس کی گواہی دے سکتا ہوں) کہ ذات نبوی روحی فداہ کا ذکر تو بڑی چیز ہے آپکے شہر مدینہ کا نام آنے پر ان کی آنکھیں اشکبار اور ان کا دل بے قرار ہو جاتا تھا؟

یہاں مجھے اجازت دیجئے کہ میں فارسی میں انکے دو شعر پڑھوں کیونکہ یہاں فارسی جاننے والے بھی موجود ہیں (جلسہ میں کچھ ہندوستانی، پاکستانی حضرات بھی موجود تھے۔) وہ کہتے ہیں

بایں پیری رہ یثرب گرفتم
نوا خواں از سرور عاشقانہ
چوں آں مرغے کہ در صحرا سر شام
کشاید پر بہ فکر آشیانہ

جن کا مفہوم یہ ہے کہ "میرے دوستوں کو کبرسنی میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم سفر اور ذوق و شوق پر تعجب ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ عمر اور طویل سفر، یہ تکلیف مالا یطاق ہے، اس پر میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ پرندہ دن بھر صحراؤں میں آوارہ پھرتا اور فضاؤں میں اڑتا رہتا ہے لیکن جب دن ختم ہونے لگتا ہے اور رات کی آمد آمد ہوتی ہے تو اس کو اپنا آشیانہ یاد آتا ہے اور وہ تیر کی طرح اڑ کر وہاں پہونچ جاتا ہے، اسیطرح مدینہ ایک مسلم کے طائر روح کا آشیانہ، اس کے عقیدہ و عقیدت کا کاشانہ اور اس کے روحانی سکون و سرور کا خزانہ اور آخری ٹھکانا ہے تو میں ایسے عالم میں اپنے آشیانہ کی طرف کیوں نہ پرواز کروں جبکہ شام زندگی قریب ہے۔"

دوستو اور بزرگو! میں ادب کو ایک زندہ وجود سمجھتا ہوں، جس کے پہلو میں درد بھرا دل، باشعور ضمیر، زندہ احساس، پختہ عقیدہ اور اس کا ایک واضح اور متعین نصب العین ہوتا ہے، رنج و الم سے وہ رنجور اور اسباب مسرت سے وہ مسرور ہوتا ہے، اور اگر ادب ایسا نہیں تو وہ جامد اور بے جان ادب ہے جو مداری کے نقل و تماشہ اور جمناسٹک کی ورزشوں سے زیادہ قریب ہوتا ہے، میرے خیال میں ادب صرف جی بہلانے اور وقت گزاری کا مشغلہ نہیں۔

وہ بلند اور شریفانہ اغراض و مقاصد تک پہونچنے اور فطرت انسانی کو متاثر کرنے کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے، آپ مجھے اجازت دیں کہ آپکے سامنے اقبال کے وہ اشعار پڑھوں جن سے اس عظیم شاعر کے عقیدہ اور اس کے اس ادبی نظریہ کی وضاحت ہوتی ہے جس پر اقبال کا پورا شعری و فکری دبستان قائم ہے۔

اقبال کا یہ عقیدہ ہے کہ ادب میں اس وقت تک جان نہیں پڑتی جب تک کہ وہ اپنی زندگی اور توانائی دھڑکتے دل کی گہرائیوں سے نہیں حاصل کرتا اور خون جگر سے سیراب نہیں ہوتا، وہ ایک شعر میں اس وسیع مضمون کو ادا کرتے ہیں کہ

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

میں یہاں دوبارہ اجازت لے کر پہلے اردو میں ان کے اشعار پڑھتا ہوں، پھر عربی میں اس کی تشریح کروں گا۔ وہ فرماتے ہیں

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
مقصود ہنر سوز حیات ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثل شرر کیا
جس سے دل دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا
شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ باد سحر کیا
بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

اقبال کا یہ نظریۂ شعر و ادب دنیائے علم و فن میں ایک انقلابی نظریہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ایسے شخص کو منتخب کیا جس نے فلسفۂ قدیم و جدید اور ادب و فن کا یکساں اور گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اقبال ایک طویل عرصہ تک یورپ کی موقر دانش گاہوں (جامعات) میں رہے جہاں انہوں نے اپنے علم و تحقیق و مطالعہ کے نتائج فکر پیش کئے، اور یورپ کے مفکرین اور جامعات کے اساتذہ کی علمی صحبتوں میں وقت گزارا، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کے عالمگیر پیغام کے لئے منتخب کیا تھا اور انہوں نے اس پیغام رسانی کے لئے شعر و ادب کی زبان اختیار کی، کیونکہ ادب کی زبان ذوق و ضمیر کی زبان اور مضطرب وجدان اور سوز دروں کی ترجمان ہوتی ہے، انہوں نے بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے یہ پیغام پہونچایا اور شعر و ادب کو غیر معمولی اور امکانی حد تک متاثر کیا، اور اردو شعر گوئی میں ایک نیا مکتب فکر قائم کیا، انہوں نے ادب و شاعری کو نئی ترکیبیں نئے خیالات اور نئے معانی و مفاہیم دیئے۔

اقبال کی عظمت میں چند عوامل و عناصر کی خصوصی کارفرمائی نظر آتی ہے، جنمیں پہلا مقام عقیدہ کا ہے، وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے، اس سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ اسلام کی صحت و صداقت پر پختہ عقیدہ رکھتے تھے یہ تو مسلمان کے لئے شرط اول ہے اور اس میں ان کی خصوصیت نہیں، میری مراد یہ ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ کر اسلام کی تازہ کار صلاحیت اس کے آخری اور منتخب دین اور واحد پیغام ہونے پر پختہ عقیدہ اور غیر متزلزل ایمان رکھتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ اب صرف اسلام ہی سفینۂ حیات کو ساحل نجات تک پہونچا سکتا ہے، اور وہی دنیا کو جاہلیت، ہر طرح کی بت پرستی، انسانوں کی غلامی، خواہشوں کی پرستاری اور مادہ و معدہ کی اسیری اور چاکری سے رہائی دلا سکتا ہے، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دانائے سبل مولائے کل اور ختم الرسل سمجھتے ہیں، جنہوں نے غبار راہ کو فروغ وادی سینا عطا کیا۔

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

انہوں نے ایک شاعر و ادیب کی حیثیت سے ایک نمایاں اور ممتاز کردار ادا کیا اور برصغیر ہند و پاک کی نئی تعلیم یافتہ نسل پر ایسا گہرا اور دیرپا اثر چھوڑا جو عصر حاضر کے عظیم مفکروں اور ممتاز شخصیتوں میں کسی کے یہاں نہیں پایا جاتا ہے، چنانچہ ان کے بعد آنے والا کوئی شاعر و ادیب اور اہل قلم ایسا نہیں جو ان سے کم و بیش متاثر نہ ہوا ہو، یہ بات میں تاریخ ادب سے اپنے تعلق اور دلچسپی کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ کم از کم ہند و پاک کا تقریباً تمام ادیب و شاعر اقبال سے الفاظ و اسالیب، تعبیرات و تراکیب اور خیالات و استعارات میں فیض یاب ہوا ہے، ان میں شاید ہی کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ وہ اقبال سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوا ہے، حتیٰ کہ وہ بھی جو اپنے خیالات و رجحانات میں اقبال سے اختلاف رکھتے ہیں، وہ سب شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے قائل ہیں اور ان کے فن کا جادو سر پر چڑھ کر بول رہا ہے۔

کسی توانا شخصیت کا یہی راز ہے، ادب میں قوت و اثر بھی پیدا ہوتا ہے جب اس کے پیچھے کوئی مؤثر اور بلند و بالا شخصیت ہو جو فکری دنیا میں اپنا اثر و نفوذ قائم کرے اور زبان و اہل زبان کی دنیا میں ایک نیا مکتب خیال وجود میں لائے، ایسا کرشمہ عصر قدیم میں مولانا جلال الدین رومیؒ (م ۶۷۲ھ) کے ذریعہ رونما ہوا، جن کی نغز سرائیوں، نکتہ سنجیوں اور حقائق و معارف کا سایہ صدیوں تک عجم کے مکاتب خیال اور شعر و ادب پر نظر آتا ہے، عجم کے تمام ادبی مکاتب خیال پر اثر ڈالنے والے ایسے ہی معدودے چند اشخاص میں شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ (م ۶۹۱ھ) وغیرہ کے نام آتے ہیں، اقبالؒ کے متعلق لکھے جانے والے رسالوں اور کتابوں کی تعداد دو ہزار تک پہونچ چکی ہے[1] (دسمبر ۱۹۷۷ء میں حکومت پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں اقبالؒ کا صد سالہ جشن منایا گیا تھا، اس میں جو مقالات پڑھے گئے تھے، اس میں ایک مقالہ میں بتایا گیا تھا کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں اقبال پر جو کتابیں اور رسالے شائع ہوئے ہیں: ان کی تعداد دو ہزار ہے، یہ ان مقالات، بحثوں اور خطبات کے علاوہ ہے، جو رسائل میں شائع ہوئے یا جلسوں میں پیش کئے گئے۔) (رسالہ معارف، فروری ۱۹۷۸ء)

بعض محتاط اور ثقہ لوگوں کا کہنا ہے کہ یورپ کی اور دوسری زندہ زبانوں مثلاً انگریزی، جرمن، فرنچ، فارسی اور عربی میں کسی شاعر نے اپنی ذات، اپنی شاعری اور اپنے مکتب فکر کے لئے اقبال جیسی مقبولیت نہیں حاصل کی، نہ انگریزی شاعر و ادیب شیکسپیر (SHAKESPEARE) نے، نہ عربی کے جادو بیان شاعر ابو الطیب المتنبی اور نہ ہندوستان کے رابندر ناتھ ٹیگور (TAGORE) نے، نہ عربی کے جادو بیان شاعر ابو الطیب المتنبی اور فلسفی شاعر ابو العلاء المعری

نے، یہ اولاً ان کی عظیم شخصیت، پھر قوت ایمان و عقیدہ، اور پھر فکر و وجدان کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوا، ادب جب وجدانی قوت سے خالی ہوتا ہے تو وہ نقل و محاکات بن کر رہ جاتا ہے اور تمثیلی و تقلیدی رنگ اختیار کر لیتا ہے وجدانی قوت ہی ادب کو طاقتور بناتی ہے اور اس میں بقاء و دوام کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اور اسے عوامی مقبولیت عطا کر کے دلوں کی دھڑکن بنا دیتی ہے، ادیب کے پاس اگر قلب و وجدان نہ ہو تو وہ کسی اداکار کے مشابہ ہو جاتا ہے، اقبال کو اللہ تعالیٰ نے وجدانی قوت سے امتیازی طور پر سرفراز کیا تھا،

اسی طرح ادیب و شاعر کے لئے (بلکہ میں اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ کسی ملت کے لئے بھی) معین ہدف، واضح نصب العین اور کوئی کامل اسوہ و نمونہ ہونا چاہئے، اقبال خود کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں عصر حاضر میں امت اسلامیہ کے حال زار کا شکوہ کیا، اس پر یہ جواب ملا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ امت دل تو رکھتی ہے مگر کوئی دلدار و محبوب نہیں رکھتی، جذبۂ محبت رکھتی ہے مگر یہ نہیں جانتی کہ اس محبت کا محل و مصداق کون ہے! ؎

شبے پیش خدا بگریستم زار
مسلمانان چرا زارند و خوارند؟
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

تو شاعر و ادیب اور کسی قوم و معاشرہ کے رہنما اور صاحب فکر و نظر کے لئے کسی مرکز محبت کا وجود ضروری ہے، جس کی طرف وہ اپنے جذبۂ محبت و سرشاری کا رخ پھیر سکے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں جن سے اقبالؒ سرفراز ہوئے۔

عقیدہ کی قوت، اور اس دین پر ناز کرنے کی عزت و سعادت بھی ہے، جس کے سبب وہ اپنی وسیع و عمیق فلسفیانہ تحقیقات کے باوصف اسلام کو دین انسانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ سمجھتے ہیں اور وہ جب آپؐ کو یاد کرتے تھے تو ان کے جذبات میں تلاطم برپا ہو جاتا اور انکی طبیعت بے اختیار اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں

یہاں مجھے ان کا ایک واقعہ یاد آگیا انگریزی دور میں ایک بڑے ہندو والی ریاست نے انھیں مغل بادشاہوں سے اپنے آباء و اجداد کو ملی ہوئی سندیں اور دستاویزیں پڑھنے اور انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے بلایا، کیونکہ اقبال بیرسٹر اور قانون داں بھی تھے، والیٔ ریاست نے ان کے لئے ایک عمدہ کوٹھی میں قیام کا انتظام کیا اور جس کمرہ میں ان کو آرام کرنا تھا اسے امیرانہ شان سے سجایا اور تمام اسباب راحت فراہم کئے اور اقبال کو وہاں ٹھہرایا، اچانک اکو خیال آیا کہ شاید کوئی کمی اور کوتاہی رہ گئی ہو اور ڈاکٹر صاحب کا کوئی معمول ہو جس کی مجھے خبر نہ ہو، چنانچہ وہ اچانک ان کے کمرہ میں داخل ہوئے تو انہیں فرش زمین پر لیٹا ہوا پایا وہ اس مکلف مسہری پر نہیں سوئے تھے جو ان کے لئے تیار کی گئی تھی مہاراجہ نے معذرت کرتے ہوئے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ یہ مسہری چھوڑ کر زمین پر کیوں آرام فرما رہے ہیں؟ اقبال کچھ دیر خاموش رہے پھر ان کے اصرار پر کہا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ مجھے جس رسول سے نسبت ہے اور جن کے سبب مجھے یہ شرف و اعزاز ملا ہے وہ زمین پر معمولی بستر پر سوتے تھے تو مجھے اس مرصع و مکلف مسہری اور نرم و گداز بستر پر کیسے نیند آتی؟ یہ کہتے ہوئے انکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور اس کا اس ہندو والیٔ ریاست پر بھی اثر ہوا۔ (روایت مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی مرحوم)

اقبال کہتے ہیں، ؎

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسریٰ زیر پائے امتش
در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم
تا بہ تخت خسروی خوابید قوم (اسرار خودی)

"وہ جس سردار کی امت نے تاج کسریٰ کو پامال کیا، وہ خود بوریے پر سوتے تھے جن کے غلام تخت شاہی پر سوئے، وہ راتوں کو جاگ کر بسر کرتے تھے، چند راتیں آپؐ نے غار حرا کی خلوت میں گزاریں، جسکے نتیجہ میں ایک نئی امت، ایک کامل دستور اور ایک مضبوط سلطنت وجود میں آگئی"!

میرے دوستو! ہم نے یہ وجدانی کیفیت کھو دی ہے (مجھے معاف کریں) جب ہم بعض ادیبوں اور اہل قلم کی تحریریں پڑھتے ہیں تو اس پردہ کے پیچھے وہ ایک ماہر اداکار نظر آتے ہیں، وہ اپنے خیالات بڑے بلیغ الفاظ اور اعلیٰ اسلوب میں ادا کرتے ہیں مگر طبیعت پر ان الفاظ کا کوئی دیرپا اثر نہیں ہوتا، اور ہم جلد ہی ان سے دامن جھاڑ کر الگ ہو جاتے ہیں، وہ زندہ شعر جس کا گہرا اور دیرپا اثر نہیں ہے اور وہ فکر و شعور پر محیط ہو جاتا ہے، وہ شعر ہے جو دل سے نکل کر دل تک پہونچتا ہے اور جو بات دل سے نکلتی ہے، دوسرے کے دل میں گھر بنا لیتی ہے، اور جو چیز محض عقل و دماغ سے نکلتی ہے، وہ عقل و دماغ ہی تک پہونچ کر رہ جاتی ہے، اور زیادہ تر ایسی ہی چیزیں ہیں، اس حقیقی اور زندہ ادب کی حاجت صرف عالم اسلامی ہی کو نہیں، بلکہ پورے عالم انسانی کو ہے۔

میرے دوستو! ہم اس سطحی و سرسری ادب کے بوجھ سے دب گئے ہیں، جو ہر صبح و شام ہمارے سامنے آتا رہتا ہے اور جسیں ہم بے جان صورتیں اور شیشہ اور پتھر کی مورتیں دیکھا کرتے ہیں ہمیں اس وقت ایسے ادب کی ضرورت ہے جو ہمارے اندر نئی زندگی اور نئی روح پھونک دے، قرآن کریم نے زبان فصیح کی قدر و قیمت کو بطور خاص نمایاں کیا ہے اور اپنے کو "عربی مبین" کا شاہکار بنایا ہے، قرآن کو ہرگز کسی خارجی شئے کی ضرورت نہیں، اللہ سبحانہ تو دو عالم سے بے نیاز ہے، مگر وہ قرآن کی زبان کو عربی مبین بتاتا ہے۔

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ، قرآن شریف میں آتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ انہیں سمجھا سکے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے صرف قابل فہم زبان دے کر انہیں بھیجا بلکہ یہ ہے کہ انہیں فصاحت و بلاغت کے ساتھ بھیجا، قرآن میں "لسان" کا مفہوم یہی ہے، وہ زبان جیسی بچہ بولتا ہے اور غیر قادر الکلام آدمی بھی بات کر لیتا ہے وہ مراد نہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَنَا أَعْرَبُكُمْ، أَنَا قُرَشِيٌّ وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ،

میں تم میں سب سے زیادہ فصیح ہوں، میں قریشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر میں پرورش پائی ہے (سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۷ بروایت ابن اسحاق)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ادب کی قدر و قیمت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً (ترمذی و ابو داؤد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

(اس امت کے افضل ترین افراد فصیح و بلیغ بھی تھے، آپ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبات میں زبان و ادب کے جیتے جاگتے نمونے ملیں گے، اسی طرح خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (جن میں سر فہرست حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں) کے خطبات میں دل کش ادبی نمونے پائے جاتے ہیں، اگرچہ "نہج البلاغۃ" کا مکمل طور پر حضرت علیؓ کا کلام و تحریر ہونے کی تاریخی طور پر ذمہ داری نہیں لی جا سکتی، لیکن جو انکے اصلی کلام تھے وہ ادب عالیہ کے حصہ ہیں، اسی طرح اسلام کی اصلاحی و علمی تاریخ کے مشاہیر داعی ہونے کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کے جوہر سے آراستہ تھے، سیدنا عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) مقبولین و واصلین میں تھے، اس کے ساتھ جب آپ ان کے اصل و محفوظ خطبات پڑھیں گے تو آپ کو بادل گرجتے، بجلیاں کوندتی، اور دریا موجیں مارتا ہوا نظر آئے گا۔ اور ہمیں اسی زور و اثر کی ضرورت ہے۔

اقبالؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے فطری شعری سلیقہ کو انسانیت اور اسلام کے مفاد میں استعمال کیا، ان کے شعر و ادب کی شہ نشین پر نمایاں جگہ حاصل کرنا بہت آسان تھا، جیسا کہ ان کے بہت سے معاصرین نے حاصل بھی کی، مگر اس سے انکار کرتے ہوئے انہوں نے اپنی تمام شعری و فنی صلاحیتیں اسلام اور انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کر دیں، اور اس طرح انہوں نے برصغیر ہند و پاک اور فارسی بولنے والے ممالک (ایران و افغانستان) کے لاکھوں نوجوانوں کے دلوں میں اسلام پر اعتماد و اعتقاد کو بحال کیا، اور عشق رسول صلی اللہ

بقیہ ص ۱۰

تجاویز وسفارشات

ملتقی ادب اسلامی منعقدہ ۱۰، ۱۱ اپریل کے جلسہ میں منظور شدہ تجاویز

رابطہ ادب اسلامی کی ایک دو روزہ نشست ۱۰، ۱۱ اپریل ۱۹۸۵ء کو دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں قائم مستقل سکریٹریٹ کے زیر اہتمام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس میں ہندوستان کی جامعات علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، عثمانیہ اور لکھنؤ کے علاوہ سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انگلش اینڈ فارن لینگویجز اور دار المصنفین اعظم گڈھ کے نمائندوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی عربی مدارس کی نمائندگی کا شرف دار العلوم ندوۃ العلماء کے ساتھ فلاح دارین ترکیسر (گجرات) کو بھی میسر ہوا۔ اس سیمنار کے لئے تین موضوع منتخب کیے گئے تھے۔

۱۔ اسلامی تنقید کے بنیادی اصول

۲۔ ادب اسلامی میں سوانح عمری

۳۔ ادب اسلامی میں قصے اور افسانے

متعدد نمائندوں اور مندوبوں نے مذکورہ بالا موضوعات پر مقالے پڑھے یا تقریریں کیں اور بحث و مباحثہ میں حصہ لیا۔ صاحب صدر کے ایماء و مشورے سے ایک ذیلی کمیٹی تجاویز مرتب کرنے کے لئے منتخب کی گئی جو حسب ذیل افراد پر مشتمل تھی

۱۔ جناب پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی۔ صدر

۲۔ ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی۔ سکریٹری

۳۔ مولانا واضح رشید ندوی۔ رکن

۴۔ ڈاکٹر مسعود الرحمان خاں ندوی۔ "

۵۔ مولانا عبد اللہ سورتی۔ "

ذیلی کمیٹی کی نشست جناب پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی اور کافی غور و خوض کے بعد حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

(الف) اسلامی تنقید کے بنیادی اصول

۱۔ اسلامی تنقید کے بنیادی اصول کلام ربانی، حدیث نبوی، اسلامی نظریۂ کائنات اور اسلامی ادیبوں اور ناقدوں کی تحریروں سے اخذ کیے جائیں۔

۲۔ نقد ادب کا کام اسلامی عقائد و مسلمات اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے تقاضوں کا پابند ہو۔ اسلام کے بنیادی عقائد و مسلمات پر کسی طرح کی تنقید و نکتہ چینی اسکے دائرۂ کار سے خارج رکھی جائے۔

۳۔ تنقید تعمیری اور مثبت ہو غیر تعمیری اور سلبی تنقید اور تنقیص و نکتہ چینی سے احتراز کیا جائے

۴۔ ناقدین ادب اسلامی ایسے عناصر اور خیالات پر خصوصی نگاہ رکھیں اور ان پر تنقید و تبصرہ کے ذریعہ ان کا تدارک کریں جو غیر اسلامی عقائد اور خیالات کی طرف لے جانے والے ہوں۔

۵۔ اسلامی تنقید میں کسی ادبی شہ پارہ کی جانچ کا معیار حسن، خیر و صداقت کی وہ تعبیرات ہوں جن کی تائید قرآن و حدیث سے ہوتی ہے۔

۶۔ جدید تنقیدی رجحانات کی کمزوریاں اسلامی نقطۂ نظر کے مقابلہ میں واضح کی جائیں اور ان کی راہ سے جن غیر اسلامی نظریات و خیالات کی اشاعت کی جا رہی ہے ان کی روک تھام کی جائے۔

۷۔ تاریخ ادب اسلامی اور تاریخ نقد ادب اسلامی اصولوں کی روشنی میں لکھی جائے اور غیر اسلامی عناصر سے مکمل احتراز اور غیروں کی تقلید فاسد سے کامل گریز کیا جائے۔

۸۔ اسلامی ہند کی تاریخ ادب اسلامی از سر نو لکھی جائے تو اس میں ہندی ادیبوں کی کوششوں کو اجاگر اور نئے ماخذ کو استعمال کیا جائے۔

۹۔ مذکورہ بالا اصول و ضوابط کی روشنی میں اسلامی ادباء سے فن نقد پر مقالے اور کتابیں کوشش کر کے لکھوائی جائیں۔

۱۰۔ ایک تاریخ ادب عربی از سر نو لکھی جائے جس میں جدید ماخذ سے پورا استفادہ کیا جائے عربی ادب کے ارتقاء میں ہندی ادیبوں اور عالموں کی عطایا کو نمایاں کیا جائے۔

(ب) ادب اسلامی میں سوانح عمری

۱۔ ادب اسلامی میں سوانح نگاری کا مقصد اسلام کے شاندار ماضی کی حال میں بازیابی ہونا چاہیئے اور ابطال اسلامی (ہیروز) کی سوانح عمریاں اس طرح لکھی جائیں کہ ان سے جدید نسل کے قارئین بالخصوص مسلم نوجوانوں کو اسلامی اقدار عالیہ سے روشناس کرایا جائے

۲۔ اسلامی ادباء و مورخین سے امت اسلامی کے مختلف طبقات کے ابطال کی سلسلہ وار سوانح عمریاں مختلف زبانوں میں لکھوائی جائیں اور ان کی اشاعت کی جائے۔

۳۔ سوانح نگاروں کا مطمح نظر یہ ہو کہ وہ ان اسلامی ہیروز کے عظیم تہذیبی کارناموں اور عطایا کو اجاگر کریں۔ ان کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں اور غلط تصورات کا پردہ چاک کریں اور معاصر مسلمانوں کی سیرت سازی کا ان کے ذریعے سے فرض انجام دیں۔

۴۔ سوانح نگاری میں تاریخی عوامل کی کارفرمائی پر ضرورت کے مطابق زور دیں اور اپنے موضوعات کو ان کے صحیح تاریخی مناظر میں پیش کریں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سوانح نگار تاریخی مواد پر کامل عبور حاصل کرنے کے بعد تمام روایات کا تنقیدی مطالعہ کریں اور تعمیم اور مبالغہ آرائی سے گریز کریں۔

۵۔ پہلے سے سوچے سمجھے خیالات و مزعومات کے مطابق روایات کی تلاش و جستجو نہ کریں۔ بلکہ صاف ذہنی کے ساتھ تمام روایات کو جمع کر کے ان کے تنقیدی مطالعہ کے بعد جو صحیح صورت حال نظر آئے اسے بلا کم و کاست اور اسلامی ہمدردی کے ساتھ بیان کریں۔

۶۔ سیرت نگاروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصلی نقد قدیم ترین ماخذ کو اپنی تحریروں کا محور و مرکز بنائیں اور صرف نئی مستند معلومات یا تائیدی شہادت کے لئے ثانوی ماخذ کی طرف رجوع کریں۔

۷۔ تاریخی موضوع پر جو کتابیں لکھی جائیں اس میں حوالہ جات فنی تقاضوں کے مطابق جدید اور علمی انداز سے لازمی طور پر پیش کیے جائیں۔

(ج) ادب اسلامی میں قصے اور افسانے

۱۔ اسلامی ادیبوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے قصوں اور افسانوں اور ڈراموں کی اساس اسلامی شخصیات، واقعات اور اقدار پر رکھیں اور ایسے مواد سے مکمل پرہیز کریں جو ان کو غیر اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

۲۔ ابطال اسلامی (ہیروز) کو قصوں، افسانوں، ڈراموں میں نمایاں طور پر جگہ دی جائے اور ان کو جدید فنی تقاضوں کی روشنی میں پیش کریں

۳۔ اخلاقی بحران پیدا کرنے والے موضوعات سے گریز کریں۔

۴۔ تعلیمی و تربیتی مقصد کو مد نظر رکھیں اور ادب اسلامی میں ایسے قصوں اور ڈراموں اور کہانیوں کی کمی کو دور کریں اور مختلف عمر و ذہن کی رعایت سے نئے قصے لکھے جائیں

۵۔ اسلامی ہند کے سلاطین، علماء و ادباء اور شعراء کے کارناموں کو کہانیوں ڈراموں اور قصوں کا موضوع بنائیں اور ادب اسلامی ہندی ادب کے شعبہ پر خاص توجہ دیں اور مختلف مسلم ممالک کی زبانوں میں ان کی اشاعت کریں

رابطہ ادب اسلامی کے اس سیمنار میں شریک ہونے والے مندوبین اور نمائندے مولانا ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کی خدمت میں بطور خاص اور منتظمین مذاکرہ کی جناب میں بطور عام شکر گذاری کے دلی جذبات کے ساتھ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے مہمان نوازی، ضیافتوں سے ان کی پذیرائی اور عزت افزائی کی اور خداوند قدوس کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ ادب اسلامی کے تصور کو حقیقت میں جلد از جلد تبدیل کرے اور ہماری سب کی مساعی کو شرف قبول عطا فرمائے۔

تعزیتی قرارداد

ہم بڑے رنج و افسوس کے ساتھ مولانا عبد الماجد ندوی کی وفات حسرت آیات پر قرارداد تعزیت منظور کرتے ہیں۔ مولانا عبد الماجد ندوی دار العلوم ندوۃ العلماء کے ایک قدیم طالب علم اور ممتاز استاذ تھے وہ بڑی صلاحیتوں کے حامل، اعلیٰ اخلاق کے مالک اور شفقت و رحمت سے معمور رکھتے تھے خاص کر وہ طلبہ کے لئے شفقت و خلوص اور خیر خواہی کے پیکر تھے ندوہ اور ندوی فکر سے ان کو عشق کی حد تک شیفتگی تھی اگرچہ بعض حالات کے سبب وہ دار العلوم کی چہار دیواری سے دور چلے گئے تھے لیکن ان کا دل ہمیشہ کے باہم دور میں انکا رابطہ عربی ادب و زبان پر گہرا عبور رکھتے تھے اور خاص کر انشاء ان کا خصوصی فن تھا جس کا وہ جیتا جاگتا ثبوت ان کی کتاب معلم الانشاء ہے جس نے عربی انشاء میں ایک جدید و صالح روایت کی بنیاد ڈالی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کو اپنی رحمتوں سے ڈھانک لے اور ان کے متعلقین وغیرہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اچھی صحبت

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (لقمان) اور جو میری طرف رجوع ہوا اسکی راہ چلو

[illegible]

قرآن کا ادب

[illegible]

ادب اسلامی کا تخیل و محرکات

مجلس ادبیات اسلامی کے تخیل اور قیام کے اسباب و محرکات پر جناب مولانا محمد رابع حسنی ندوی سکریٹری مجلس ادبیات اسلامی کی مرتب کردہ رپورٹ ۸ رجب ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۸۵ء کو حلقہ ادب اسلامی کے اجلاس میں پیش کی گئی۔

مولانا محمد رابع حسنی ندوی
سکریٹری مجلس ادبیات اسلامی
ندوۃ العلماء لکھنؤ

حضرات! میں رابطہ ادب اسلامی کی طرف سے آپ سب کا دلی جذبات کے ساتھ استقبال کرتا ہوں اور ادب اسلامی کے کام کے سلسلہ میں اس بات کو نیک فال سمجھتا ہوں کہ آپ ادب اسلامی پر منعقد کیے جانے والے اس حلقہ میں تشریف لائے۔ آپ کے گراں قدر خیالات و آراء سے ادب اسلامی سے دلچسپی رکھنے والے اور کام کرنے والے فائدہ اٹھائیں گے اور اس سمت میں ہمارے قدم آگے بڑھیں گے۔

حضرات! ادب اسلامی کی یہ نشست در اصل ایک محدود سطح کی نشست ہے لیکن اس سے ہم کو ادب اسلامی کے موضوع پر ایک عالمی مجلس مذاکرہ کے انعقاد کے لئے تقویت حاصل کرنا ہے۔ یہ عالمی مجلس مذاکرہ انشاء اللہ ندوۃ العلماء میں ۱۹۸۶ء کے اوائل، یعنی غالباً ماہ فروری میں منعقد ہوگی۔ اس کا فیصلہ مجلس ادبیات اسلامی کی انتظامیہ نے کیا جس کی تشکیل جدید چند ماہ قبل مکہ مکرمہ میں کی گئی تھی۔ پھر اس مجلس انتظامی کی نشست منعقدہ ریاض میں اس کی توثیق کی گئی۔

ضرورت تھی کہ اس عالمی مجلس مذاکرہ کے انعقاد سے قبل مجلس کے صدر مقام لکھنؤ میں ایک مختصر اور محدود پیمانہ کا اجتماع کیا جائے، جس کے ذریعہ پروگرام کا تعارف کرایا جا سکے اور بعض ضمنی موضوعات پر مذاکرہ و تبادلہ خیال ہو سکے۔

ادب اسلامی کا تصور اپنے وجود کے لحاظ سے کوئی جدید تصور نہیں ہے البتہ ذہنوں میں یہ تصور اپنے صحیح خط و خال کے لحاظ سے زیادہ واضح نہیں ہو سکا، چنانچہ بعض حضرات ادب اسلامی کا مطلب صرف ایک تبلیغی قسم کا ادب سمجھتے ہیں اور بعض حضرات ادب اسلامی سے صرف تحریکی اسلامی ادب مراد لیتے ہیں۔ اسی لئے بعض حضرات کے ذہنوں میں ادب اسلامی کے متعلق تنگ دلی اور قدامت پرستی کا تصور ہے اور بعض حضرات اس کو جنرل اور جماعتی قسم کا اسلامی ادب سمجھتے ہیں۔

ادب اسلامی کے متعلق ایک خیال یہ بھی پیدا ہوتا رہا ہے کہ اس میں اسلام کی نسبت اسی طرح کی ہے جیسی ان اصطلاحات کے ساتھ ہو جاتی ہے جو مسلمانوں کے قومی دائرہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور صرف مسلم قوم سے وابستگی کے معنی رکھتی ہیں۔

لیکن ادب اسلامی کا جو تصور ہمارے اس پلیٹ فارم سے پیش کیا جا رہا ہے وہ ان مذکورہ بالا مطالب سے وسیع و بلند ہے۔ وہ محدود جماعتی یا قومی دائرہ میں یا ایک تنگ دائرہ میں بند نہیں ہے۔ البتہ وہ ایسا ادب ہے جس کی اپنی قدریں ہیں اور اپنا مزاج ہے۔

وہ ان قدروں اور اس مزاج کا پابند ہے۔ لہٰذا ان ہی قدروں اور مزاج کے پیمانوں سے اس کو ناپا جائے گا اور ان ہی کے مطابق اس کا تنقیدی عمل ہوگا۔

یہ مزاج اور قدریں ہم کو اولاً اسلام کی تعلیمات سے ملی ہیں اور ان تعلیمات کے مطابق جو ادبی تخلیقات ہماری چودہ سو سالہ تاریخ میں وجود میں آئی ہیں ان سے ہم کو حاصل ہوئی ہیں۔ اس طویل ادبی ورثہ میں تقریباً وہ تمام اصناف ادبیہ ہم کو مل جاتی ہیں جن کا جیتی جاگتی اور مختلف پہلوؤں پر مشتمل زندگی سے تعلق ہے۔ اور اس طرح پھر ہم کو ادب اسلامی کو متنوع پہلو رکھنے والی زندگی کی تصویر کے طور پر دیکھنے اور پرکھنے میں دشواری نہیں ہوتی۔

ادب اسلامی کا سب سے اول اور سب سے بڑا رہبر قرآن مجید ہے۔ پھر یہ ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں صاف طریقہ سے جھلکتا ہوا ملتا ہے اس میں اس کے متنوع قسم کے نمونے ہم کو نظر آتے ہیں۔ ادب اسلامی کے اقسام، انسانی زندگی کے اقسام کی طرح ہیں لیکن وہ اپنی قدروں اور اپنے بنے ہوئے مزاج کے ساتھ مربوط ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب میں تنوع ہے جو آپ کی زندگی کے مختلف اور متنوع پہلوؤں کی ترجمانی کرتا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ میں بحیثیت رسول اور انتہائی متدین فرد کے مختلف پہلو ملتے ہیں تو بحیثیت انسان کے بھی متعدد پہلو ملتے ہیں۔ جن میں ان پہلوؤں کے تعلق سے انسانی مزاج کے نقوش صاف ابھرے نظر آتے ہیں۔ اور چونکہ آپ کے کلام میں بلاغت اور ادبی طاقت بدرجہ اتم تھی اس لئے آپ کی زبان فیض ترجمان ان تمام پہلوؤں کی ادبی عکاسی بخوبی کرتی ہے۔ اور اس طرح آپ کی زندگی کے حالات و احساسات کی ترجمانی خود آپ کے کلام سے بخوبی ہوتی ہے۔

یہ ایک سرمایہ ادبی ہے جس کا جائزہ لینے سے بے شمار ادبی شہ پارے ہم کو ملتے ہیں اور ان ہی سے وہ ادبی قدریں اور مزاج ہم کو معلوم ہوتا ہے جو ادب کے اسلامی تصور کا دستور اور رہنما قرار پاتا ہے۔ حالات اور احساسات کی جو ادبی تصویریں آپ کے کلام سے ابھری ہیں ان کی صرف ایک مثال یہاں پر پیش کی جاتی ہے جو باوجود عربی سے اردو میں ترجمہ ہونے کے اپنی طاقت اور چمک سے محروم نہیں ہوئی ہے۔

غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو جو مال غنیمت حاصل ہوا تھا وہ خاصا تھا۔ اس کی تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد ایسے پہلوؤں کی رعایت فرمائی جو اسلام کی دعوتی اور حربی مصلحتوں پر مبنی تھے۔ مثلاً اہل مکہ اور ان کے قریب کے قبائل جو پورے عرب میں سب سے زیادہ با اثر اور مسلمانوں کے دشمنوں میں زیادہ سخت دشمن بنے ہوئے تھے۔ مسلسل شکستوں کے اثر سے اب ایسی منزل پر پہنچ گئے تھے کہ اسلام کی طاقت کے سامنے جھکنے لگے۔ اس موقع سے ان کی مالی دلداری ایک اچھی مصلحت تھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے ان اہم اشخاص کو جن کو مانوس اور اسلام سے قریب کیا جا سکتا تھا، مال غنیمت میں عطیے عطا فرمائے اور اس طرح ان کی دلداری کی۔ حضرات انصار جو اہل مدینہ تھے اور اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانی دے رہے تھے اس موقع پر مال غنیمت میں سے کچھ زیادہ نہ پا سکے، ان کو بشریت بنیاد پر یہ احساس ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سابق ہم وطنوں کے ساتھ زیادہ ہمدردی کی اور اپنے نئے ساتھیوں یعنی انصار کو نظر انداز کیا۔ آپ کو اس احساس کی خبر ملی تو آپ نے حضرات انصار کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے ایک موثر تقریر فرمائی۔ یہ تقریر ادبی طاقت کی پوری نظیر ہے کیوں کہ اس کا موضوع جذبات سے تعلق رکھتا تھا اور خود آپ کے جذبہ و احساس میں بھی حرکت پیدا ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا:

"حضرات انصار! وہ کیا چرچا ہے جو تم لوگوں کے بارے میں مجھ کو پہنچا ہے وہ کیا گرانی ہے جو تمہارے دلوں نے محسوس کی ہے میں جب تمہارے پاس آیا کیا تم بھٹکے ہوئے اور گمراہ نہ تھے۔ پھر خدا نے میرے ذریعہ تم کو صحیح راہ عطا کی اور کیا تم محتاج اور تنگ دست نہ تھے۔ پھر خدا نے تم کو میرے ذریعہ غنی بنایا۔ اور کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے؟ خدا نے میرے ذریعہ تمہارے دلوں میں آپس کا تعلق پیدا کیا۔ انصار نے کہا اللہ اور اس کے رسول حقیقتاً بڑے محسن اور صاحب فضل ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دیتے۔ اے حضرات انصار۔ انھوں نے کہا ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ اے اللہ کے رسول احسان و فضل تو اللہ اور اس کے رسول ہی کا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ بخدا تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو اور سچ کہو گے اور میں تمہاری تصدیق بھی کروں گا، کہ آپ ہمارے پاس آئے تو اس حال میں تھے کہ جھٹلائے گئے تھے۔ ہم نے آپ کی تصدیق کی اور تعاون و مدد سے محروم تھے ہم نے آپ کی نصرت کی اور اپنی جگہ سے نکالے ہوئے تھے ہم نے آپ کو جگہ دی اور محتاج و پریشان حال تھے ہم نے آپ کی ہمدردی کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے حضرات انصار تم کو مجھ سے دنیا کے ایک حقیر فائدہ کی خاطر شکایت ہوئی ہے۔ دنیا کا یہ حقیر فائدہ جس کے ذریعہ میں نے کچھ لوگوں کو مانوس کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اسلام قبول کرلیں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے حضرات انصار کیا تم اس پر خوش نہیں کہ دیگر لوگ اپنے ساتھ بھیڑ بکری اونٹ لے جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ کا رسول لے کر جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے تم جو دولت لیکر لوٹو گے وہ اس دولت سے بہتر ہے جس کو وہ لیکر لوٹیں گے اگر ہجرت کا عمل مقدر نہ ہوتا تو میں انصار ہی میں کا ایک فرد ہوتا اور اگر لوگ ایک گھاٹی اور وادی میں سے گذر رہے ہوں اور انصار دوسری گھاٹی اور وادی سے تو میں انصار ہی کی گھاٹی اور وادی سے گذروں گا۔

انصار جسم سے وابستہ لباس کی طرح ہیں اور دیگر لوگ اوپر کے اضافی لباس کی طرح ہیں۔ اے اللہ رحم فرما انصار پر انصار کی اولاد پر اور انصار کی اولاد کی اولاد پر۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا فرمانا تھا کہ لوگ رونے لگے حتی کہ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اور سب نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اپنے حصہ میں لے جائیں ہم اس تقسیم اور اس قسمت پر راضی ہیں۔"

(ابو ذر غفاری و بخاری)

اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں جن میں آپ کا کلام ادبی اثر و طاقت سے بھرپور ہے اور وہ زندگی کے مختلف انسانی پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس طرح کی مثالیں آپ کے بعد صحابہ کرام اور دیگر متعدد حضرات کے کلام میں ادب کی اسلامی قدروں اور مزاج کے ساتھ نمایاں ملتی ہیں۔

ادب اسلامی کے اس طرح کے نمونے برابر بڑھتے جاتے رہے ہیں لیکن اس تصور کے ساتھ کم ہی پڑھے گئے کہ یہ ادب کے ممتاز اور معیاری نمونے ہیں مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ ادب کا جو غیر مفید اور بے مہار طرز بن گیا تھا یہ سمجھا جاتا رہا کہ ادب کے لئے یہی نمائندہ طرز ہے اور ادب کو اگر شائستہ دائرہ میں لایا گیا تو گویا وہ اپنی ادبی خصوصیات سے محروم ہو جائے گا۔

استاذنا المعظم مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ نے ندوۃ العلماء میں ادب عربی کے انتخاب نیز زبان عربی کی تعلیم کے لئے ریڈر میں تیار کرنے کا جب کام کیا تو ان کے سامنے یہ حقیقت ابھری کہ ادب کو شائستہ دائرہ میں بخوبی رکھا جا سکتا ہے اور نئی نسل کے کیرکٹر کو اچھا بنانے کے لئے اس کی ضرورت بھی ہے چنانچہ انھوں نے اس کا تجربہ کیا اور ان کا نثری انتخاب کا مجموعہ "مختارات" اس کی مثال بنا۔ پھر جب شام کی بین الاقوامی ادبی اکیڈمی کی رکنیت کے لئے ان کا انتخاب عمل میں آیا تو انھوں نے اپنا یہ نقطہ نظر ایک فاضلانہ مضمون میں وہاں پیش کیا جس کو عالم عربی کے متعدد ادبا و اہل علم نے سراہا۔ پھر عرب و ہندوستان کے دوستوں کی تائید سے مولانا موصوف نے ادب اسلامی کے موضوع پر ندوۃ العلماء میں ایک بین الاقوامی سیمینار طلب کیا جو الحمد للہ بین الاقوامی نمائندگی کے ساتھ شاندار طریقہ سے اپریل ۱۹۸۱ء میں

عالمِ اسلام

محمود الازہار ندوی

افریقہ عرب اقتصادی تعاون ترقی پذیر ممالک کے درمیان حقیقی یکجہتی کا مظہر ہے

متحدہ عرب امارات نے اداروں کے ذریعہ دنیا کے غریب ترین ممالک کو آسان شرائط پر زیادہ رقم دینے کی ضرورت پر زور دیا ہے افریقہ میں عرب بنک برائے اقتصادی ترقی کے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے متحدہ عرب امارات کے وزیر مملکت برائے مالی و صنعتی امور احمد تیار نے ایک جامع بین الاقوامی اقتصادی نظام کے دائرہ کار کے اندر تیسری دنیا کو درپیش مشکلات پر قابو پانے کی ضرورت پر زور دیا انھوں نے تیسری دنیا کو درپیش مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان مسائل میں صنعتی ممالک کی جانب سے حفاظتی اقدامات کے ناہموار اقتصادی ترقی اور سرمایہ کی آمد میں کمی شامل ہے اس کے علاوہ ترقی پذیر ممالک کو بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں خرابی کا بھی سامنا ہے جبکہ تمام ترقی پذیر ممالک غیر متوازن اقتصادی ترقی اور دیگر نامساعد حالات کا شکار رہیں افریقی ممالک خاص طور سے اس سے متاثر ہوئے ہیں مسٹر تیار نے مغربی افریقی صحارا کے شدید قحط کے شکار ممالک کے حوالہ سے قحط کے سلسلہ میں امداد اور غذائی امداد میں اضافہ کے لئے بین الاقوامی اقدام کی ضرورت پر زور دیا انھوں نے کہا کہ افریقہ عرب اقتصادی تعاون پر شمال جنوب مذاکرات کی ناکامی کا قدرتی نتیجہ ہے یہ تعاون ترقی پذیر ممالک کے درمیان حقیقی یکجہتی کا مظہر ہے کیونکہ اس پر کوئی سیاسی اقتصادی دباؤ نہیں ہے۔

اسلامی بنکوں کو سرمایہ کاری کے ذرائع دستیاب نہیں

بنگلہ دیش کے فنانس منسٹر سعید الزماں نے استحصال سے پاک اقتصادی اور سماجی نظام کے قیام کے لئے اسلامی بینکاری کے وسیع مواقع اور طریقہ کار کو بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ انھوں نے اسلامی بینکروں اور ماہرین اقتصادیات پر زور دیا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے اقتصادی ذرائع کا جائزہ لے کر اور ایسے مفادات کی خاطر اسلامی ممالک کی ترقیاتی کاوشوں میں رابطے اور انھیں تیز کرنے کے طریقے اور تجاویز پیش کریں انھوں نے مزید کہا کہ اسلامی امہ کے پاس موجودہ قدرتی اور انسانی وسائل کے مناسب استعمال سے نہ صرف عوام کی موجودہ مشکلات کم ہونے اور ان کی اقتصادی حالت بہتر بنانے میں مدد ملے گی بلکہ اسلامی دنیا میں بہتری اور بھلائی میں اضافہ ہوگا جبکہ شہزادہ محمد الفیصل نے کہا کہ اسلامی بینکوں کے پاس مالیات بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور آج تک سرمایہ کاری کے کوئی ذرائع دستیاب نہیں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سنجیدگی سے توجہ دینا چاہئے انھوں نے مزید کہا کہ اسلامی بینکاری سے تنظیم اسلامی کانفرنس کو مسلسل مدد مل رہی ہے اور اسلامی بنک اسلامی ممالک میں پیداواری انوسٹمنٹ تک پہونچنے کے ذریعے ہیں ان ممالک کی اقتصادی ترقی کی رفتار میں اضافہ کرکے ایک مثبت کردار ادا کرسکتے ہیں انھوں نے کہا کہ اسلامی بنک اقتصادی سماجی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے معاشرے کے ترقیاتی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

افغانستان میں اب تک ۳۰ ہزار روسی فوجی مارے جاچکے ہیں

افغانستان میں مجاہدین کے زیر قبضہ اسکولوں میں دینی تعلیم کو سب سے زیادہ ترجیح دی جارہی ہے یہ بات غزنی کے مشہور کمانڈر تاج محمد نے ایک انٹرویو میں بتائی کمانڈر تاج محمد جو حرکت انقلابی گروپ کے رکن ہیں بتایا کہ صوبے کے بیشتر حصے ابھی تک مجاہدین کے قبضہ میں ہیں اور وہ اپنا نظم و نسق خود چلارہے ہیں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے افغان کمانڈر نے بتایا کہ مجاہدین، غزنی، اور نواحی علاقوں میں سڑکوں پر گشت کررہے ہیں اور مشتبہ افراد سے پوچھ گچھ بھی کرتے ہیں مجاہدین بدخشاں روس سے غزنی کے راستے آنے والے سامان اور فوجی قافلوں پر حملے کررہے ہیں وہ راین دی جی آئی امریکہ نے مغربی ڈپلومیٹوں کے حوالہ سے یہ خبر دی ہے کہ مجاہدین نے حال ہی میں قندھار ایرپورٹ پر راکٹوں سے دو مرتبہ حملہ کیا تھا اور اب تک کل ۳۰ ہزار روسی فوجی مارے جاچکے ہیں۔

شنگھائی کے مسلمانوں نے اسلامی ممالک سے کاروبار کرنے کے لئے کمپنی قائم کرلی

شنگھائی کے مسلمانوں نے مشرق وسطیٰ اور دیگر اسلامی ممالک سے کاروبار کرنے کے لئے ایک کمپنی قائم کی ہے کمپنی کے جنرل منیجر ہو شریوان نے یوچانا نیوز ایجنسی کو بتایا کہ ڈیکو سی ڈیولپمنٹ کمپنی نے بیرون ملک مشترکہ کاروبار کرنے، تعمیراتی منصوبوں کا ٹھیکہ لینے اور لیبر کی خدمات فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ کمپنی کنسیشن ٹریڈ اور درآمد شدہ میٹریل کی پروسیس اور مسلمانوں کی ضرورت کی اشیا کی فراہمی کا کاروبار بھی کرے گی کمپنی کا ایک وفد تعاون کے ممکنہ شعبوں کی دریافت کے لئے پاکستان متحدہ عرب امارات اور کویت کا دورہ کرے گا چین میں ایک اندازہ کے مطابق ۳ کروڑ ۵ لاکھ مسلمان ہیں۔

سوڈان میں سورج کی دھوپ سے پانی فراہم کرنے والا پلانٹ لگایا گیا

ایک ممتاز جاپانی کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ اس نے شمسی بیٹری سے چلنے والے ایک ایسے پمپنگ سیٹ کی تیاری میں کامیابی حاصل کرلی ہے جو بہت کم خرچ پر زیر زمین پانی کھینچ کر آبپاشی اور آب رسانی کرسکتا ہے۔

جاپانی کمپنی نے کہا ہے کہ اس کا یہ نظام ان ملکوں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوگا جو سوکھے خشک سالی اور پانی کی کمی کا شکار ہیں جاپانی کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ ڈالر کی لاگت سے ایک ایسا تجرباتی پلانٹ سوڈان کی راجدھانی خرطوم میں تعمیر کرکے سوڈان کی حکومت کو تحفہ کے طور پر دے دیا ہے۔

جاپانی ماہرین نے کہا ہے کہ سورج کی دھوپ سے بجلی پیدا کرنے والی جو شمسی بیٹری اس پمپنگ سیٹ میں لگائی جاتی ہے وہ ۳ سے ۴ کیلوواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور یہ شمسی بیٹری فیبر گلاس اور پلاسٹک کے ایک ٹینک سے روزانہ تقریباً ایک ٹن پانی نکال سکتی ہے اس جاپانی ایجاد ملکوں کے لئے نعمت ثابت ہوگی جہاں خشک سالی اور بجلی کی پیداوار بھی ایک مسئلہ ہے۔ جاپانی کمپنی نے شمسی بیٹری کا جو نظام تیار کیا ہے وہ ایک ڈیزل انجن کی قیمت سے کم ہے اس کو چلانے کے لئے ایندھن کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے اس پر مسلسل

کویت اور تیونس چین اور ترکی میں فرٹیلائزر کے کارخانے قائم کریں گے

کویت اور تیونس مشترکہ طور پر چین اور ترکی میں کیمیکل فرٹیلائزر اور انڈسٹریز قائم کریں گے، کویت نیوز ایجنسی کے مطابق تیونس کے وزیر تجارت اور کویت پٹرو کیمیکلز کمپنی کے چیف ایگزیکیٹو کے درمیان ہونے والی ملاقات میں ان منصوبوں کا جائزہ لیا گیا۔

روس میں صنعتی و زراعتی پیداوار میں زبردست کمی

۱۹۸۵ء کے دو ابتدائی مہینوں کے اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ روس کے نئے صدر میخائل گرباچوف کو اقتصادی محاذ پر سخت مشکلات کا سامنا ہے سرکاری ہفت روزہ "اکنامک گزٹ" کے مطابق صنعتی پیداوار اور عام اشیا کی پیداوار میں زبردست کمی واقع ہو گئی ہے تیل اور کوئلہ کی پیداوار میں گر گئی ہے دھاتوں کھاد اور کاغذ کی صنعتوں میں بھی بحران کی کیفیت پائی گئی ہے، زراعت کے میدان میں بھی پیداوار بہت کم ہو گئی ہے جبکہ پچھلے سال زراعتی پیداوار کچھ زیادہ تھی صنعتی پیداوار جنوری اور فروری ۱۹۸۵ء میں ۱۹۸۴ء کے مقابلہ ۲.۰۳ فی صد بڑھی ہے۔

گوبارچوف افغانستان پر روسی قبضہ ختم کرانے کے لئے کچھ نہیں کرسکتے

افغانستان کے سابق شاہ ظاہر شاہ نے کہا کہ نئے روسی لیڈر میخائل گوربا چوف ان کے ملک پر روسی قبضہ ختم کرنے کے سلسلے میں کچھ نہیں کرسکتے انھوں نے مغربی جرمنی کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کمیونسٹ پارٹی اور ماسکو کی سیاسی اسٹیج کے تمام ادا کار اس خوفناک مشین کا حصہ ہیں جو اپنے نشانہ کی طرف بے رحمی سے بڑھ رہی ہے ظاہر شاہ نے کہا کہ وہ ملک میں بادشاہت کی بحالی نہیں چاہتے اور جب روس افغانستان سے چلے جائیں گے تو افغانستان کے عوام اپنی مرضی کا نظام حکومت منتخب کرسکیں گے۔ ظاہر شاہ نے کہا کہ ان کے خیال کے مطابق افغان عوام کی اکثریت اسلام اور جمہوریت پر مبنی نظام کو ترجیح دے گی ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا وہ کبھی افغانستان جانے کے بارے میں پرامید ہیں تو انھوں نے کہا انشاء اللہ

فلپائن میں مورو لبریشن فرنٹ سے مصالحتی کوششیں

فلپائن کے صدر مارکوس نے کہا کہ وہ دیکھیں گے کہ طرابلس سمجھوتے پر پوری طرح عمل درآمد ہو۔ دبئی سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامے خلیج ٹائمز کے مطابق اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ فلپائن کے مسلمانوں کی تنظیم مورو نیشنل لبریشن فرنٹ کے ساتھ ایک مصالحتی فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبد اللہ نصیف کے آئندہ دورہ فلپائن سے منڈاناؤ کی لڑائی کا تصفیہ کرانے میں مدد ملے گی۔ انھوں نے اسے الزام قرار دیا کہ ان کی حکومت منڈاناؤ کے مسلمانوں سے خراب سلوک کررہی ہے مشرق وسطیٰ کے مسئلہ کے بارے میں انھوں نے کہا کہ جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کی تنظیم مشرق وسطیٰ کے تصفیے کے لئے دنیا کی کوششوں کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔

پاکستانی خلاباز خلائی سفر کرے گا

پاکستان کے خلائی سیارہ کو مدار پر چھوڑنے کے بارے میں سپارکو اور امریکی خلائی ادارہ ناسا کے درمیان مفاہمت کی

ایک یادداشت کے مسودے کو آخری شکل

دے دی گئی پاکستان کے خلائی تحقیق کے ادارہ سپارکو کے چیرمین ڈاکٹر سلیم محمود نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ناسا کے ساتھ ہونے والے مجوزہ سمجھوتے کے تحت اس خلائی شٹل کے سلسلے میں جس کے ذریعہ پاکستان کے مواصلاتی سیارے کو مدار میں چھوڑا جائے گا اس میں ایک پاکستانی خلاباز بھی ہوگا۔ اس مقصد کے لئے پاکستانی خلاباز کو مکمل تربیت دی جائے گی۔

سعودی عرب کا نیا بجٹ

کفایت شعاری اور اخراجات کم کرنے کا عزم

سعودی عرب میں پانچ سالہ منصوبے کے پہلے مالی سال کا بجٹ دو کھرب ریال (پچپن ارب چالیس کروڑ ڈالر) کا ہے بجٹ کے مطابق پچھلے سال بارہ ارب ستر کروڑ ڈالر کا خسارہ ہوا جس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ تیل کی پیداوار کم ہو گئی۔ اور اس سے ہونے والی آمدنی میں بارہ ارب ستر کروڑ ڈالر کی کمی ہوئی سعودی حکومت نے دس ارب ڈالر کے اثاثوں سے پورا کیا جو اس کے غیر ملکوں میں نئے مالی سال میں اخراجات کم کیے جائیں گے اور کفایت شعاری سے کام لیا جائے گا اور حکومت قیمتوں کو ایک سطح پر رکھنے کے جو نقد امداد دیتی ہے اب وہ بند کر دی جائے گی ان پر ستر ارب نوے کروڑ خرچ ہوں گے۔ جبکہ یہ رقم بائیس ارب دس کروڑ ڈالر تھی حکومت پرائیویٹ سیکٹر کو ترقیاتی کاموں میں زیادہ شریک کرے گی، اور صنعتی پیداوار بڑھائے گی پچھلے سال سعودی عرب کو تیل کی فروخت سے چھیالیس ارب بیس کروڑ ڈالر آمدنی ہوئی تھی

امریکہ نے اردن کو اسلحہ فروخت کے لئے

اسرائیل کو تسلیم کرنے کی شرط عائد کر دی

امریکی کانگریس نے اردن پر یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ امریکہ سے اس وقت تک جدید طیارے ٹینک اور دوسرا فوجی سامان نہیں خرید سکتا جب تک کہ وہ اسرائیل کو تسلیم نہ کرے اور اس سے بات چیت کرنے پر رضامند نہ ہو جائے۔ امریکہ نے پچھلے سال بھی اردن پر بعض پابندیاں عائد کی تھیں اور شاہ حسین نے ان پابندیوں پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

مراکش آئندہ پانچ سالوں میں ہتھیاروں

کی خریداری پر ایک ارب ڈالر خرچ کریگا

مراکش کے شاہ حسن نے اعلان کیا ہے کہ اگلے پانچ سالوں کے دوران ہتھیاروں پر ایک ارب ڈالر خرچ کیے جائیں گے، مغربی

صحارا میں ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ملک میں فاسفیٹ، لوہے تیل کے ذخائر اور ماہی گیری وسیلوں کو ترقی دینے کے لیے بھی منصوبے شروع کر دیے گئے ہیں۔

روس پاکستان کو کسی طرح کا کوئی

نقصان نہیں پہونچا سکتا

ایک امریکی ترجمان نے حال ہی میں روس کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی دھمکیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے انھیں روس کا واویلا، قرار دیا اور کہا کہ ماسکو پاکستان کو سیاسی اعتبار سے یا کسی اور طریقہ سے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ محکمہ خارجہ کے ترجمان نے کہا تھا کہ پاکستان کو روسی دھمکیوں پر تبصرہ کیا جائے تو ترجمان نے بتایا کہ روسی صدر بدل جانے سے طرز بیان میں تبدیلی کے سوا اور کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور طرز بیان پہلے سے سخت ہے ترجمان نے کہا کہ پاکستان کی خود مختاری اور سرحدوں کی سلامتی میں امریکی مفاد سب پر عیاں ہے اور یہ بات ۱۹۵۹ء میں دونوں ملکوں کے مابین ہونے والے معاہدے میں درج ہے اور سابق صدر آئزن ہاور سے لے کر اب تک ہر امریکی انتظامیہ نے تائید کی ہے۔ ترجمان نے بتایا کہ پاکستان کو اسلحہ کی فروخت اور اقتصادی امداد کی فراہمی جاری رہے گی ایک سوال پر ترجمان نے بتایا کہ پاکستان کو سرحد پار سے ہوائی حملوں سے نمٹنے کے لئے ہتھیاروں کے نظام پر نظر ثانی کی جارہی ہے

انسانی حقوق کمیشن کی طرف سے

ببرک کارمل حکومت کی مذمت

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کے اجلاس میں افغانستان سے متعلق آسٹریلیا کے ایک پروفیسر کی رپورٹ پر بحث ہوئی کمیشن نے ببرک کارمل حکومت کی مذمت کی اور کہا کہ اس وقت افغانستان کی جیلوں میں پچاس ہزار سے زیادہ قیدی ہیں جس سے حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے افغان حکومت کے مظالم کا یہ عالم ہے کہ تیس چالیس لاکھ افغان دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

افغانستان روس کے لئے ایک اسٹاپ

کی حیثیت رکھتا ہے، مجاہدین کی

صفوں میں موجود روسی ایجنٹ ہر سطح

پر کام کر رہے ہیں۔

افغانستان کے بارے میں امریکی کانگریس کی تھنک فورس کے سامنے افغان مجاہدین کی مدد جہد آزادی کے متعلق دو متضاد رپورٹیں پیش کی گئی ہیں نیز اس کا یونیورسٹی کے پروفیسر تھامس گوٹز نے اپنی رپورٹ میں روسی فوج کے مقابلے میں افغان مجاہدین کی مزاحمت کو موثر اور مربوط قرار دیا ہے ان کے خیال میں مجاہدین جدید ترین اسلحہ اور جنگی حربے بڑی مہارت سے استعمال کر رہے ہیں اس کے برعکس رپورٹ روسی فوج کے متعلق خصوصی مہارت رکھنے والے فوجی ماہر مسٹر یوسف بڈانسکی نے پیش کی ہے، جس کے مطابق افغانستان میں روسی فوجوں کی بڑی تعداد میں منتقلی کا مقصد اچانک پاکستان اور ایران پر بڑھ بولنا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ روس کا عظیم ترین منصوبہ ایران پاکستان اور گرم پانی پر بالادستی حاصل کرنا ہے جس کے سلسلے میں افغانستان روس کے لیے ایک اسٹاپ کی حیثیت رکھتا ہے جہاں وہ قیام کرکے ایسا فوجی اڈہ تیار کرنا چاہتا ہے جہاں سے وہ "جمپ" لگا سکے۔ رپورٹ کے مطابق روس نے گذشتہ سالوں کی جنگ کے دوران افغانستان میں جدید ترین ٹیکنالوجی استعمال کی اس نے اپنے سراغرسانی کے نظام کا تجزیہ کیا اور مخالفت کے اہم منصوبوں کے متعلق ٹھیک ٹھیک اطلاعات کے حصول کا انتظام کیا ہے۔ مجاہدین کی صفوں میں موجود روسی ایجنٹ ہر سطح پر کام کر رہے ہیں جو مجاہدین کی نقل وحرکت کے متعلق لمحے لمحے کی اطلاعات روسی فوج کو فراہم کرتے رہتے ہیں۔ مسٹر بڈانسکی نے کانگریس کی تھنک فورس کو بتایا کہ اگر امریکی امداد کی رفتار تیز کر دی جائے اور یہ موثر ہو جائے تو اب بھی افغانستان کو بچایا جا سکتا ہے۔ ●●

حرم شریف مکی کے بارے میں نئی معلومات

عبد الرشید ندوی، بی اے

● حرم شریف میں پہلے ۷۵۵۸ پنکھے تھے اب ان کی تعداد آٹھ ہزار ہو جائیگی جن کی مجموعی قیمت ۳۰۴۴۰۰۰ ریال ہے۔

● حرم شریف میں ۵۵۰۰۰ ہزار بلب اور راڈ ہیں جن کی قوت ایک ہزار واٹ سے لے کر ۲۵۰۰ واٹ ہے۔

● حرم شریف کے اندر چار ہزار لاؤڈ اسپیکر (سماعتہ) ہیں۔

● حرم شریف کے اندر تیرہ سو جھوٹے جھاڑ فانوس ہیں جن کے اندر لگے ہوئے بلبوں کی تعداد اکیس ہزار ہے۔

● حرم شریف کے میناروں پر ۱۴ سرچ لائٹ لگائی گئی ہیں ہر سرچ لائٹ میں دو بلب ہیں اور ہر بلب کی طاقت ۲۵۰۰ واٹ کی ہے جس سے خاص قسم کی سبز روشنی نکلتی ہے جس کا مقصد دور دراز سے آنے والے افراد کے لئے حرم کا تعین کرنا ہے تاکہ آنے والے کو حرم پہونچنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

● حرم شریف کے اندر چار سو پچاس الکٹرانک گھڑیاں لگائی گئی ہیں جن میں سے تین گھڑیاں حرم شریف کے باہر میدانوں میں لگی ہیں۔ یہ گھڑیاں دنیا کی مختلف چھ زبانوں میں ہیں، اور کچھ گھڑیاں چار ڈائل والی ہیں۔ کچھ گھڑیاں ایسی ہیں جو عربی اور انگریزی وقت دیتی ہیں اور یہ تمام گھڑیاں ایک مرکزی گھڑی سے منسلک ہیں جو کمپیوٹر سے چلتی ہے۔ ان گھڑیوں کے لگانے میں ۲۲۴۹۱۷ ریال صرف ہوئے۔

● مسعی کو ایر کنڈیشنڈ کرنے کے لئے ۸ یونٹ لگائے گئے ہیں ہر ایک یونٹ پر ایک کروڑ ریال خرچ ہوئے ہیں۔

● مسعی میں دو لفٹ لگائی گئی ہیں جو کمزور، معذور اور بوڑھوں کو اوپری منزل میں پہنچائیں گی۔ کیونکہ اوپر رش کم ہوتا ہے، لفٹ لگانے میں پندرہ لاکھ ریال خرچ ہوئے

● مسعی کے اوپر چھ پل حرم مکی آنے جانے والے حضرات کے لیے بنائے گئے ہیں تاکہ سعی کرنے والوں کو کوئی دشواری نہ ہو۔ اس منصوبہ پر ۱۴۹۳۴۵۰ ریال خرچ ہوئے۔

● زمزم کے کنوئیں سے متعلق حصہ ٹھنڈا رکھنے اور زمزم کا پانی ٹھنڈا کرنے کا منصوبہ بھی پایۂ تکمیل کو پہونچ چکا ہے جس میں مجموعی طور پر ۳۲۴۲۹۹۴۰ ریال خرچ ہوئے۔ مردانہ حصہ میں ۶۰ میٹر مکعب اور زنانہ حصہ میں ۶۹ میٹر مکعب پانی ایک گھنٹہ میں ٹھنڈا ہو کر پہونچے گا پانی ٹھنڈا کرنے کی عمارت میں کمپیوٹر لگایا گیا ہے جو اس بات کی نشاندہی کریگا کہ کس پائپ میں کتنا ٹھنڈا پانی جارہا ہے اور کس پائپ کو کتنے پانی کی ضرورت ہے اس پلانٹ کے لئے ایک خاص بجلی کا پاور ہاؤس بنایا گیا ہے جسکی طاقت ۲۵۰۰ کیلو واٹ ہے زنانہ اور مردانہ حصوں کے علاوہ حرم شریف کے مختلف حصوں میں ۲۲ پائپ لگائے گئے ہیں جن میں بھی ٹھنڈا پانی سپلائی کیا جائے گا یہ عام دنوں کے لئے انتظام ہے۔ حج کے موقعہ پر مزید انتظام کیا جائے گا اس کے علاوہ پورے حرم شریف میں ٹھنڈے پانی کے پانچ ہزار واٹر کولر ہر وقت رکھے رہتے ہیں اور ہر واٹر کولر میں چالیس لیٹر پانی آتا ہے۔

● حرم شریف کی دیواروں اور کھمبوں

(بقیہ ص ۱۲)

ندوہ کے شب و روز

تری آواز مکے اور مدینے

عبد الحکیم رانچوی

● امام حرم شیخ عبد الرحمن ابن عبد العزیز السدیس کی آمد

● رابطہ عالم اسلامی کے نمائندے محمد محمود الحافظ کا خطاب

● جمعیۃ الاصلاح کا انعامی مقابلہ ● ترجمان الاصلاح کا اجراء

تین اپریل کو حرم مکی کے امام شیخ عبد الرحمان بن عبد العزیز السدیس، اور رابطہ عالم اسلامی کے نشر واشاعت وصحافت اور تعلقات عامہ کے سربراہ محمد محمود الحافظ کے اعزاز میں کتب خانہ ندوۃ العلماء، شبلی لائبریری کے وسیع وعریض ہال میں سہ پہر کو استقبالیہ جلسہ ہوا۔ اس میں دار العلوم کے اساتذہ طلبہ اور معززین شہر نے شرکت کی جلسہ کا آغاز قاری عبد المہیمن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، علامہ اقبال کی مشہور نظم "ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے" کو سرور عالم متعلم دار العلوم نے مترنم آواز میں پیش کی، مولانا محمد سلمان حسنی ندوی نے رموز اقبال کا ایک اقتباس جو شاعر مشرق کی مشہور نظم کے ترجمہ پر مبنی تھا پیش کیا، وہ نظم یہ ہے ؎

ناموس ازل را تو امینی تو امینی
دارائے جہاں را تو یساری تو یمینی
اے بندۂ خاکی تو زمانی تو زمینی
صہبائے یقیں درکش و از دیر گماں خیز

صدر جلسہ حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی نے حمد وثنا کے بعد مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

موذن مرحبا بر وقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز
از خواب گراں خیز

ہمیں فخر ہے کہ جو تعلق اس ملک کو مدینہ اور مکہ سے رہا ہے مشکل سے کسی اور ملک کو رہا ہوگا، الطاف حسین حالی، مولانا امیر مینائی، علامہ اقبال اور محسن کاکوروی جیسے شعراء اس ملک میں پیدا ہوئے جنھوں نے مکہ اور مدینہ کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور ہندوستانیوں کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کی، خدا کا شکر ہے کہ خود امام حرم آج آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا وہ خود آپ سے گفتگو کریں گے۔

امام حرم شیخ عبد الرحمن بن عبد العزیز السدیس

اس کے بعد امام حرم نے عربی میں تقریر کی جس میں انھوں نے فرمایا کہ ایک مدت سے میری تمنا تھی کہ دار العلوم ندوۃ العلماء کی زیارت کروں خدا نے میری یہ آرزو پوری کی، حیدر آباد کی کانفرنس میں شرکت تو ایک بہانہ تھی ورنہ میرا اصل مقصد ندوہ کی زیارت تھی انھوں نے خاص طور سے ندوہ کی دینی وعلمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم ندوۃ العلماء کے شکر گذار ہیں کہ اس نے دین کی دعوت وتبلیغ کا مقدس فریضہ بطریق احسن انجام دیا اور اس کے فضلاء نے اس دور میں اسلام کی صحیح ترجمانی کی جبکہ ہر طرف سے اس دین پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں ایسے نازک وقت میں انھوں نے دین کی حفاظت و خدمت کا فریضہ انجام دے کر یہ ثابت کر دیا کہ صحیح معنوں میں یہ ایک اسلامی قلعہ ہے۔ ندوہ کے احسانات سے نہ ہندوستان بلکہ پورا عالم اسلام گرانبار ہے۔

انھوں نے حضرت مولانا مدظلہ کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے شیخ واستاد بلکہ روحانی باپ کا نہایت ہی ممنون ومشکور رہوں گا انھوں نے میرے لئے یہ مبارک موقع فراہم کر دیا کہ میں ندوہ کی زیارت کر سکوں اور یہاں کے اساتذہ وطلبہ سے ملاقات کر سکوں نیز میں آپ سب کا بھی شکر گذار ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی خدمت اور صحیح اسلامی فکر کی اشاعت کی مزید توفیق بخشے۔ امام حرم کی تقریر کا ترجمہ مولانا سلمان حسینی صاحب ندوی نے پیش کیا۔

شیخ محمد محمود الحافظ

پھر معزز مہمان شیخ محمد محمود الحافظ نے تقریر کی جس میں انھوں نے ندوۃ العلماء سے اپنے گہرے تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ندوہ اور اس کے اساتذہ کرام سے میرے تعلقات بہت پرانے ہیں، میں نے آج سے پچیس سال قبل تین سال تک یہاں طالب علم کی حیثیت سے قیام کیا ہے اور اساتذہ سے فیض حاصل کیا ہے۔ مہمان محترم کی تقریر کی تلخیص جناب مولانا محمد رابع صاحب ندوی نے پیش کی

نماز مغرب وتقریر

اسی دن امام حرم نے مسجد دار العلوم میں اعلان کے مطابق مغرب کی نماز پڑھائی جس میں ندوہ کے اساتذہ وطلبہ کے علاوہ شہر ومضافات شہر کے باشندگان کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی اور معزز امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد امام موصوف نے خطاب کیا۔

موصوف نے اپنے خطاب میں اسلام کی ہمہ گیری وہمہ جہتی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عقیدۂ توحید وہ شے ہے جس نے رنگ ونسل اور زبان وملک کے حدود کو توڑ دیا اور تمام مسلمانوں کو ایک ہی رسی میں جوڑ دیا۔

انھوں نے فرمایا کہ اسلام محض ایک عبادت کا نام نہیں بلکہ اس کی تعلیمات، اخلاقیات، سماجیات، معاشیات، سیاسیات غرض کہ تمام پہلو میں شامل ہیں، اس کا دائرہ کار صرف مسجد تک محدود نہیں، گھر ہو یا بازار، مسجد ہو یا دفتر زندگی کا کوئی گوشہ اس کی چھتری سے باہر نہیں۔

انھوں نے مسلمانوں کو وصیت کی کہ اسلام کی دولت ونعمت کی قدر کریں اور اپنے اخلاق وعمل سے اس کی ترجمانی کریں، غیر مسلموں کو اپنے حسن واخلاق سے متاثر کریں اور تقویٰ اختیار کریں اور عقیدے کی رسی کو مضبوط کریں۔

انھوں نے ہندوستانی مسلمانوں سے کہا کہ حرمین شریفین میں بسنے والے مسلمان بلکہ پورے عالم اسلام کے مسلمان آپ کے ساتھ ہیں، خصوصاً سعودی عرب کی سرزمین آپ کے جذبۂ اسلام پر رشک کرتی ہے۔ اخیر میں انھوں نے حضرت مولانا مدظلہ سے عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور موثر دعا فرمائی۔ ترجمانی کے فرائض جناب مولانا سلمان صاحب ندوی نے انجام دیئے۔

امام موصوف کی تقریر کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے مختصر تقریر فرمائی، جس میں انھوں نے بے چین ہو کر کہا کہ میں اپنے مطالعے اور مستقبل کو دیکھنے کی عادت سے جو مجھے ہر وقت تنگ کرتی رہتی ہے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آج مسلمانوں کے لیے بڑی فکر کی بات ہے کہ اپنی اولاد کے متعلق یہ اطمینان کر لیں کہ وہ مستقبل میں امام حرم کی باتیں سمجھ سکیں، انھوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ تیس برس بعد اردو ترجمہ بھی سمجھنے والے ہوں گے یا نہیں۔ حرم شریف تا قیامت رہے گا اور اسلام بھی زندہ رہے گا لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ آنے والی نسل اردو زبان بھی سمجھ سکے گی یا نہیں۔

مولانا موصوف نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے خصوصی طور سے فرمایا کہ کام یہیں پر ختم نہیں ہوتا ہے کہ امام حرم کی باتوں کو شوق سے سن لیں، آپ کا فرض ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کی فکر کیجئے۔ اپنی اولاد کے لئے یہ اطمینان کر لیں کہ وہ توحید پر قائم رہیں اور کلمہ پڑھ سکیں اور اسلام کی زبان سمجھ سکیں۔

اس سے قبل معزز مہمان جب ۲ اپریل کو امو سی ہوائی اڈے پر پہونچے تھے تو ان کا استقبال حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی کی سربراہی میں اساتذہ دار العلوم نے استقبال کیا، طلبہ کی ایک بڑی تعداد مخصوص بسوں اور سواریوں کے ذریعہ استقبال کے لئے پہونچی تھی۔

ندوۃ العلماء میں استقبالیہ جلسے سے قبل معزز مہمان کو مجلس تحقیقات ونشریات اسلام میں استقبالیہ دیا گیا ان کے سامنے مجلس کا تعارف اور مقاصد پیش کیے گئے اور مجلس کی مطبوعات کا ایک منتخب مجموعہ مع دار العلوم ندوۃ العلماء کے تعارفی لٹریچر اور پمفلٹ کے دیا گیا۔ نیز امام حرم اور رابطہ عالم اسلامی کے شعبۂ صحافت کے سربراہ کے اعزاز میں ندوۃ العلماء کے ڈائننگ ہال میں ایک عشائیہ دیا گیا جس میں گورنر اترپردیش، وزیر اعلیٰ، اسپیکر اور وزراء کے علاوہ لکھنؤ میں مقیم اراکین انتظامیہ ندوۃ العلماء اور معززین شہر نے شرکت کی۔

محمد محمود الحافظ کا طلبہ سے خطاب

دوسرے دن ۴ اپریل کو ندوہ کے سابق طالب علم اور النادی العربی کے سابق جنرل سکریٹری کے اعزاز میں النادی العربی کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔ شیخ محمد نے عباسیہ ہال میں طلبہ اور اراکین النادی العربی سے خطاب کیا اور اپنے تجربات بتائے آخر میں طلبہ کے سوالات جو صحافت سے متعلق تھے، جوابات دیئے۔

جمعیۃ الاصلاح کا انعامی مقابلہ

طلبائے دار العلوم کی انجمن جمعیۃ الاصلاح

کی جانب سے حسبِ دستور امسال بھی سالانہ انعامی مقابلے ہوئے۔ مقابلوں کے لئے درج ذیل عناوین مقرر کئے گئے۔

برائے بزم خطابت علیا "اسلام اور علم" بزم سلیمانی علیا "اورنگ زیب عالمگیر مداحوں اور ناقدوں کی نظر میں"

برائے بزم خطابت سفلی "امت مسلمہ کی رہنمائی کا ذمہ دار کون ہے" بزم سلیمانی سفلی "تحریک ندوۃ العلماء اپنے تعارفی جلسوں کے آئینہ میں"

بزم خطابت کا جلسہ ۳۰ جمادی الثانی کو ہوا اور بزم سلیمانی کا ۱۴ جمادی الثانی کو طلبہ نے پوری تیاری کے ساتھ مقابلہ میں حصہ لیا، اور ذوق و شوق کا مظاہرہ کیا۔

۳۰ جمادی الثانی کو بعد نماز مغرب جناب مولانا ابوالعرفان صاحب ندوی صدر شعبۂ دینیات کی زیر صدارت تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا، انعامات کی تقسیم سے قبل مولانا موصوف نے نہایت معلومات افزا اور جامع تقریر فرمائی اور انعام یافتگان اور حصہ لینے والے طلبہ کو مبارکباد پیش کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ:

خطابت و کتابت انسان کی زمانہ قدیم سے اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کا ذریعہ رہی ہیں جماعتیں اور قومیں جب اپنی دینی، علمی اور ثقافتی ترقی کی ابتدائی منزلوں میں رہتی ہیں تو وہاں خطابت کا غلبہ ہوتا ہے اور کتابت کا حصہ قلیل ہوتا ہے لیکن جب قومیں آگے بڑھتی ہیں اور ترقی کی منازل طے کرتی ہیں تو کتابت کا حصہ بڑھتا رہتا ہے اور خطابت پر اس کا حصہ غالب ہو جاتا ہے۔

علوم و فنون کی نشر و اشاعت میں اصل حصہ کتابت و خطابت کا ہوتا ہے اگر بنی نوع انسان کے پاس اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کا ذریعہ کتابت قلم اور خطاب نہ ہوتا تو ہمارے اسلامی علوم و فنون کا کچھ بھی حصہ (میرے خیال میں) محفوظ نہ ہوتا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کتاب کا افادہ غیر محدود ہوتا ہے، اور خطاب کا محدود، بس سامعین تک یا چند دن تک خطابت کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ پھر کتابت میں صحت و صواب کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے۔

علوم و فنون کے ان اہم عناصر سے غفلت برتنا قطعاً درست نہیں جس نے انسانی فکر و تمدن کی ترقی میں اور اس کے علمی و ثقافتی معیار کو بلند کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے یہ ضرورت ہے کہ آپ کے پاس مافی الضمیر بھی ہونا چاہئے اور علوم و معارف کا ذخیرہ بھی۔ اور اس کو اچھے سے اچھا طریقہ سے قلم کے ذریعہ ادا کرنے کا سلیقہ بھی

یہ زمانہ انسان کی ثقافت کی حیثیت سے ترقی کا زمانہ ہے اگرچہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ثقافت و علم کی ترقی کے باوجود اخلاقی حیثیت سے انسان کے زوال کا زمانہ ہے لیکن ثقافت و علم کی حیثیت سے انسان ترقی کر رہا ہے۔

اس لئے اس زمانہ میں دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے آپ کے پاس زیادہ صلاحیتیں ہونی چاہیئے اور لوگوں کو متاثر کرنے کے ذرائع کی فراوانی ہونی چاہیئے مجھے خوشی ہے کہ آپ حضرات اس میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن میں عرض کروں گا کہ انعام منزل نہیں ہے نشانِ منزل ضرور ہے اس لئے آپ ان انعامات کو منزل نہ سمجھیں

جب آپ دنیا کے سامنے اسلام کے حقائق بیان کرنے آویں تو آپ کی تحریر اور آپ کی طرز تحقیق ایسی موثر ہونی چاہیئے کہ لوگ اسے پڑھنے پر مجبور ہو جائیں آخر قرآن مجید کا اعجاز ہی تو تھا کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ لاتسمعوا لهذا القرآن

اس قرآن کو سنو ہی نہیں ورنہ متاثر ہو جاؤ گے

میرے عزیز طلبہ! آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ آپ نے کتنے انعامات حاصل کئے امتحان میں کتنے نمبرات ملے، دنیا بڑی حقیقت پسند ہے جب تک آپ کے پاس صلاحیت نہیں ہوگی دنیا آپ کو ٹھکرا دے گی لیکن اگر آپ کے پاس دنیا کے منافع اور اس کے لئے کارآمد چیزیں ہوں گی تو دنیا آپ کی قدر کرے گی اور آپ کا احترام کیا جائے گا۔ مقصود یہ تو نہیں کہ دنیا آپ کی قدر کرے اور آپ کا احترام کیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ دنیا آپ کی باتیں سننے کے لئے تیار ہو اور آپ کی باتوں سے متاثر ہو اگر آپ کے پاس یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں تو آپ کا یہ انعام قابل مبارکباد ہے۔

یہ آپ کی جمعیۃ الاصلاح بھی ایک تعلیم گاہ اور درسگاہ ہے، نصاب درس میں وہ سارے علوم و فنون نہیں لائے جا سکتے جن کا جاننا ضروری ہے۔ الاصلاح کا یہی مقصد ہے کہ ان تمام علوم کو آپ حاصل کر سکیں جو نصاب میں داخل نہیں۔ لیکن وہ اسلام اور دینی علوم و فنون کی اشاعت کا ذریعہ بنیں گے، الاصلاح بھی ایک مدرسہ ہے اگرچہ اس کے درس کا وہ انداز نہیں جو عام درس کا ہوتا ہے، آپ اس سے پورا فائدہ اٹھائیں۔

میں الاصلاح کے ناظم اور رفقاء کار کو مبارکباد دیتا ہوں جنھوں نے اس کو کامیابی تک پہونچانے کی کوشش کی اور قدم آگے بڑھائے۔ اسی طرح میں انعام حاصل کرنے والے اور تمام حصہ لینے والے طلبہ کو بھی مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین کی دعوت اور اسلامی فکر کی اشاعت کی توفیق دے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا موصوف کی تقریر کے بعد ناظم جمعیۃ الاصلاح محمد عادل حسین سیوانی نے سال رواں کی کارکردگی پر مشتمل مفصل رپورٹ پیش کی، پھر انعام حاصل کرنے والے طلبہ کے نام کا اعلان کیا اور صدر محترم نے اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کیے۔ انعام یافتگان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

بزم خطابت علیا: محمد الاسلام، متقی اللہ محمد صاحب۔ بزم خطابت سفلی: علی اکبر، بلال احمد مصلح الدین۔ بزم سلیمانی علیا: انوار عالم عبدالخالق، آفتاب عالم۔ بزم سلیمانی سفلی سرور عالم سہرانی، وصی احمد، شفیع احمد۔ نیز مقابلے میں حصہ لینے والے تمام طلبہ کو تشجیعی اور سال بھر مسلسل حصہ لینے والوں کو ترغیبی انعامات دیے گئے۔

ترجمان الاصلاح کا اجراء

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں منعقد ملتقی ادب اسلامی ۱۸، ۱۹ رجب کے مبارک موقع پر طلبۂ ندوہ کے دینی، علمی اور ادبی ترجمان الاصلاح کے مطبوعہ ایڈیشن کا ۱۹ رجب کو بعد نماز عصر حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کے ہاتھوں اجراء ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک اور ترانہ ندوہ سے ہوا، مدیر ترجمان الاصلاح عبدالرحمان خلیلی نے اس کا اداریہ پیش کیا، حضرت مولانا نے آئے ہوئے مہمانوں کو ترجمان الاصلاح کا ایک نسخہ پیش کیا۔

فارغ ہونیوالے طلبہ کو الوداعیہ

طلبائے فضیلت اول و تخصص اول نے ۱۲ رجب کو اپنے فارغ ہونے والے بھائیوں کے لئے الوداعی جلسہ کا اہتمام کیا۔ جلسہ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی زیر صدارت منعقد ہوا سید صہیب حسینی نے تلاوت کلام پاک سے اس کا آغاز کیا، اس کے بعد محمد اسمٰعیل، عبدالعلیم تفضل حسین اور عبداللطیف نے ترانہ ندوہ پیش کیا پھر دائمی درجات کے طلبہ تخصص اول دینیات و ادب کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے ایوب کشمیری نے مقالہ پیش کیا۔ اس کے بعد فارغ ہونے والے طلبا نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے تاثرات و جذبات کا اظہار کیا۔ محمد طلحہ الجواد بھٹکلی نے اپنے خیالات نظم میں پیش کئے۔ اخیر میں حضرت مولانا مدظلہ العالی نے صدارتی تقریر فرمائی جس میں رخصت ہونے والے طلبہ کو مفید نصیحتوں اور مشوروں سے نوازا۔

انھوں نے فرمایا کہ آپ یہاں سے جانے کے بعد اپنے مادر علمی سے اپنا رابطہ اور تعلق قائم رکھیں اپنے اساتذہ سے مستفید ہوتے رہیں۔ آپ نے جو کچھ یہاں حاصل کیا اس کو دوسروں تک پہونچائیں۔ اپنے مادر علمی کے حق میں اور دین اور علم کے حق میں وفادار رہیں۔ میں اس وقت یہ مصرع کہوں گا کہ

"پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ"

اور شجر سے میری مراد ملت اسلام کا شجر ہے۔ مجھے یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ شجر ندوہ جس چمن کا شجر ہے وہ چمن بھی باقی رہے گا یا نہیں۔ یہ ملت اپنے بنیادی عقائد کے ساتھ، توحید کے ساتھ اور پورے حقائق کے ساتھ باقی رہے گی یا نہیں، پھر جس زمین پر یہ ملت قائم ہے وہ زمین بھی قائم رہے گی یا نہیں، اس لئے میں چند دنوں سے جگہ جگہ یہی صدا لگا رہا ہوں کہ اس ملت کی خبر لیجئے جو اس ملک میں اپنا ملی تشخص گم کر رہی ہے۔ میرے عزیز طلبہ میں اس وقت آپ سے تین باتیں خاص طور سے کہوں گا۔

۱۔ آپ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ یہاں سے اپنے گھروں کو جائیں تو لوگوں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر یہ کہیں کہ اپنی اولاد کی طرف سے یہ اطمینان کر لیجئے کہ وہ مستقبل میں اسلام کا نام لینے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہوں گے یا نہیں آج میں تمام ہندوستانی مسلمانوں کے لئے عمومی نعرہ اسے سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی اولاد کو کہیں کہ "ما تعبدون من بعدی" ہر ہر فرد اپنی زبان حال سے زبانِ قال سے، نجی مجلسوں میں بھی اور بڑی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں بھی اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یہ نعرہ لگائے کہ "ما تعبدون من بعدی"

یہ وہ پیغام ہے جو آپ کو اس وقت گھر گھر پھیلانا ہے۔ اس کے لئے تم جہاں جاؤ مکاتب اور مدارس قائم کرو اپنی جان پر کھیل کر اپنی زندگیوں کو خطرے میں ڈال کر دین کی حفاظت اور اسلام کی بقا کا اہتمام کرو جب تک حاملینِ ملت کی کشتی طوفان میں نہیں پڑتی اس وقت تک ملت کی کشتی کنارے پر نہیں لگتی۔

۲۔ معاشرہ کی اصلاح کرو اور رسوم قبیحہ کو اپنے عمل سے اپنی زبان سے مٹانے کے لئے جد و جہد کرو۔

۳۔ ماحول کو اپنے آپ سے اور ملت اسلام سے مانوس کرو اس ملک میں اپنا استحقاق اور اپنی ضرورت اپنے اخلاق اپنے کردار سے ثابت کرو۔ اگر یہ نہیں کیا گیا تو ایک آندھی آئے گی اور سب کو اڑا کر لے جائے گی۔ اس وقت تو میں یہی تین باتیں خاص طور سے آپ سب سے کہوں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ ص ۱۲

کو سنگ مرمر سے مزین کرنے میں ایک کروڑ ریال خرچ ہوئے۔

● حرم شریف کے ۵۴ دروازے ہیں جن کی تجدید میں ۱۹۶۰۰۰ ریال صرف ہوئے۔

● حرم شریف کی صفائی دیکھ بھال پر اس سال ۴۰۱۵۰۴۲ ریال خرچ ہوئے اور پاور ہاؤس کی دیکھ بھال اور بجلی پر ۷۶۵۰۰۰ ریال خرچ ہوئے۔

● موجودہ سال ۱۴۰۳-۱۴۰۵ھ میں حرم شریف پر مجموعی طور پر ۹۰۹۵۸۶۲ ریال خرچ ہوئے۔

یہ تمام معلومات روزنامہ اخبار "الریاض" سعودی عرب کی اشاعت ۹ مارچ سے ماخوذ ہے۔

مطالعہ کی میز پر

نذرالحفیظ ندوی

نام کتاب: الحزب الاعظم
مرتب: محمد اقبال۔ صفحات: ۱۵۷
قیمت: پانچ روپے
ناشر: مکتبۂ عثمانیہ، مسجد دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی

مکتبۂ عثمانیہ دو تین سال سے مختلف دینی و علمی موضوعات پر مفید کتابوں اور کتابچوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے الحزب الاعظم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل مختصر طریقہ سے حضرت شیخ الحدیث ہی کے مسترشد و عقیدت مند صوفی محمد اقبال نے بڑے سلیقہ سے مرتب کر دیا ہے، اس کتابچہ کی خوبی اختصار اور ایجاز ہے، کتابت و طباعت معیاری ہے۔

نام کتاب: سرزمین امریکہ میں اسلام کے علمبردار
مصنف: ڈاکٹر عبادالرحمن نشاط۔ صفحات: ۴۰
قیمت: تین روپے، ناشر: مکتبۂ عثمانیہ رائے بریلی

پیش نظر کتابچہ جناب ڈاکٹر عبادالرحمن صاحب نشاط لیکچرر شعبہ انگریزی ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو تعمیر حیات میں شائع ہوئے تھے، اب مکتبہ عثمانیہ نے مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بیش قیمت مقدمہ کے ساتھ معیاری کتابت و طباعت سے سلیقہ کے ساتھ افادۂ عام کی غرض سے شائع کر دیا ہے، کتاب دعوتی کام کرنے والوں کے لئے سرمۂ بصیرت فراہم کرتی ہے اسلوب دلکش اور موثر ہے۔

نام کتاب: نورانی جہیز
مرتب: مولانا محی الدین منیری، صفحات ۱۱۲
قیمت: سات روپے۔
ناشر: غریب خانہ، نوایت کالونی، بھٹکل

مولانا منیری اہل علم کے حلقوں کے لئے محتاج تعارف نہیں، پیش نظر کتاب مولانا مناظر احسن گیلانی، صوفی عبدالرب صاحب اور مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو ان حضرات نے مولانا منیری صاحب کی صاحبزادی کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر بطور نصیحت تحریر فرمایا تھا، مولانا منیری صاحب نے ان تحریروں کو جمع کر کے شائع کر دیا تھا ہمارے سامنے اس کا دوسرا ایڈیشن جو بہتر کتابت اور معیاری کاغذ پر شائع کیا گیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر لڑکی کو رخصتی کے وقت دی جائے۔

تذکرہ:-
نام کتاب: شیخ عبدالقادر جیلانی، احوال و کارنامے
مرتب: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
صفحات: ۴۰ قیمت دو روپے پچیس پیسے
ناشر: مکتبۂ کوثر دالمنذر پارخنس، دہاراوی جسمین روڈ، بمبئی ۱۶

پیش نظر کتابچہ اصلاً مولانا مدظلہ کی کتاب تاریخ دعوت و عزیمت کے پہلے حصہ کا ایک جزء ہے جو کتاب سے الگ کر کے افادۂ عام کی غرض سے شائع کیا گیا ہے، ابتداء میں مولانا عبدالرحمن پرواز اصلاحی مرحوم کے قلم سے ایک مختصر مقدمہ ہے، کتابچہ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی عظمت، انکی غیر معمولی تاثیر اور دعوت و عزیمت کی تاریخ میں انکے حقیقی کردار سے بحث کی گئی ہے۔

نام کتاب: مسنون قراءت
مولف: مولانا زین العابدین
صفحات: ۴۶، قیمت درج نہیں۔
ناشر: اصلاحی کتبخانہ، چھاپی، ضلع بناس کانٹھا، گجرات۔

مولانا زین العابدین صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس مختصر کتابچہ میں ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں میں مختلف سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے، مساجد کے بیشتر ائمہ اس بات سے ناواقف رہتے ہیں کہ کس وقت کی نماز میں کونسی سورہ پڑھی جائیں مولانا نے تمام مستند احادیث کو یکجا کر کے انکا رواں اور سلیس ترجمہ کر دیا ہے۔

نام کتاب: مسنون دعائیں
مرتب: حفظ الرحمن ندوی
صفحات: ۷۲، قیمت: درج نہیں
ناشر: دارالکتاب الاسلامی، ابراہیم پور، اعظم گڑھ

اس کتابچہ میں مولوی حفظ الرحمن صاحب ندوی نے شب و روز میں پڑھی جانے والی تمام مسنون دعاؤں کو احادیث کی مستند کتابوں سے جمع کر کے رواں اور شگفتہ اردو میں اس کا ترجمہ کر دیا ہے، اس مادی دور میں جب کہ دعاؤں کی طرف سے مسلمانوں میں عام غفلت ہے یہ کتاب ایک اہم دینی خدمت ہے۔

نام کتاب: احکام السنۃ فی رد البدعۃ
مؤلف: ملک ضیاء النبی مظاہری ندوی
صفحات: ۶۴، قیمت: ڈھائی روپے
ناشر: جامعہ حسن سنجری، کوٹ، ضلع فتحپور، یوپی

ملک ضیاء النبی ندوی اسلامی غیرت و حمیت کی دولت سے مالامال ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے علم سے شرک و بدعات کی تردید اور سنت کی ترویج و اشاعت کا کام لیا ہے، پیش نظر کتابچہ میں مولف نے سنت کے صحیح مفہوم، اس کے مقام و مرتبہ، موسیقی اور بدعات کے برے اثرات و نتائج کو واضح کیا ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ بدعتی مولوی حضرات شکم پروری کے لئے بدعات کی آڑ لیتے ہیں۔ اور قوم کو گمراہ کرتے ہیں، زبان اور اسلوب دلنشین ہے۔

نام کتاب: خلاصۃ التعلیل
مؤلف: مولانا قمرالدین صاحب
ناشر: کتبخانہ نعمانیہ دیوبند، قیمت: چھ روپے

عربی زبان کے قواعد میں طلبہ کیلئے تعلیل کا مسئلہ سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے، قدیم طرز کی کتابوں میں اسلوب کی پیچیدگی نے اس مشکل میں مزید اضافہ کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ مولانا قمرالدین صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے ہلکی پھلکی زبان میں جدت اور ندرت سے کام لے کر تعلیل کے مسئلہ کو بڑی خوبی سے مرتب کر دیا ہے اسلوب بڑی حد تک تعلیل کی وحشت مولانا نے دور کر دی ہے، امید ہے مدارس کے حلقوں میں اس کتاب کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

نام کتاب: انوار فارسی، مؤلف: مولانا قمرالدین
صفحات: ۴۱، قیمت: درج نہیں
ناشر: کتبخانہ محمودیہ دیوبند، یو۔پی

مولانا قمرالدین صاحب نے اس کتاب میں فارسی کے مصادر و افعال کو آسان طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کی ہے" جیسا کہ کتاب پر پیش لفظ لکھتے ہوئے دارالعلوم مٹلی والا گجرات کے شیخ الحدیث مولانا محمد ابوالحسن علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے، امید ہے کہ عربی مدارس میں (جہاں فارسی سے رشتہ کمزور ہوتا جا رہا ہے) یہ کتاب مدرسین اور طلبہ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے گی۔

ماہنامہ رسالہ المنار، نگراں مولانا مبین احمد صاحب ندوی
مدیر: ابوالجمال ضمیر احمد صاحب قاسمی، صفحات: ۴۸
ایک پرچہ کی قیمت تین روپے، سالانہ قیمت: بائیس روپے
زیر اہتمام: ادارہ پیام حق، کوپاگنج، اعظم گڑھ

رسالہ "المنار" ایک نیا ماہنامہ ہے جو مولانا مبین احمد صاحب ندوی کی نگرانی میں ابھی حال ہی میں منظر عام پر آیا ہے، ہمارے سامنے اس وقت اس رسالہ کا تیسرا اور چوتھا مشترکہ شمارہ ہے، مضامین کی فہرست سے اس رسالہ کے تنوع اور رنگارنگی کا اندازہ ہو سکتا ہے، وحدت امت اور اسکی اہمیت، شیخ الہند کے عزائم، صحافت اور کوپاگنج، رزق حلال کی فضیلت، طلاق شریعت کی نظر میں، پیغام اتحاد، مسئلہ قیاسات عقل و نقل کی روشنی میں، ماحصل مطالعہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، درس قرآن، درس حدیث، باب الاستفتاء، عزم جواں (نظم)

ادارہ تعمیر حیات صحافت کی دنیا میں اپنے نئے رفیق و معاصر کا پرخلوص خیر مقدم کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ مولانا مبین احمد صاحب ندوی کی نگرانی میں دینی، علمی، ادبی، تاریخی اور اصلاحی ماہنامہ کی حیثیت سے اپنا مقام بنائے گا۔

سہ ماہی: الریاض، مدیر مسئول: عبدالعلیم ندوی
سرپرست: مولانا شاہ عبدالحلیم صاحب، صفحات ۴۲، ایک پرچہ کی قیمت، تین روپے، سالانہ: بارہ روپے
ناشر: مکتبہ ریاض العلوم گورینی، چوکیہ، مچھلی شہر، جونپور۔

شیراز ہند جونپور سے ایک نیا سہ ماہی رسالہ الریاض ابھی حال ہی میں منظر عام پر آیا ہے، اس کی مجلس ادارت میں مولانا محمد افضال الحق قاسمی مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی اور مولانا عبدالعظیم مظاہری ندوی ہیں۔ فہرست مضامین کی ایک جھلک، معروضات (اداریہ) درس قرآن، درس حدیث، ذکر الٰہی، ملفوظات، حاضر جوابی، حقیقت تصوف، انسانی فلاح اور اسلامی عوامل، مکالمہ، ملفوظات حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب، لطیفہ، نمونے کے انسان، موت کا استقبال، ہجرت یا شکار نبوت، دین، دنیا و آخرت، حسن انتظام، دل کی بیماریاں، باب الاستفسار، خدمات ریاض العلوم، ادبیات وغیرہ

ادارہ تعمیر حیات علمی و اصلاحی صحافت کی دنیا میں اس نئے معاصر کا خیر مقدم کرتا ہے اور امید ہے کہ جلد ہی یہ مجلہ علمی اور دینی حلقوں میں قبول عام حاصل کرے گا۔

نام کتاب: مسلمان اور شرک
ازافادات: مولانا قاری محمد طیب صاحب رح
صفحات: ۴۸، قیمت ساڑھے تین روپے
باہتمام: سید شعیب ادریس
ملنے کے پتے: حکیم الاسلام اکیڈمی، دیوبند
صوفی عبدالرحمن صاحب: ۱۵۰ ناگ دیوی اسٹریٹ بمبئی

پیش نظر کتابچہ اصل میں مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم کی ایک تقریر ہے جو موصوف نے "مسلمان اور شرک" کے موضوع پر کی تھی اس سے پہلے قاری صاحب کی دیگر تقاریر کو مرتب کر کے افادۂ عام کی غرض سے سید شعیب ادریس شائع کر چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مولانا قاری طیب صاحب بہترین خطیب اور مقرر تھے، علمی نکتوں کو دلچسپ اور دلنشین اسلوب میں زندہ مثالوں سے بیان کرنے میں ان کو خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ ان کی تقریر میں تین تین گھنٹے ہوتی تھی مگر سامعین میں سے کسی کے اکتا جانے کا جی نہیں چاہتا تھا، پیش نظر کتابچہ میں سورہ کافرون کی روشنی میں قاری صاحب نے واضح کیا ہے کہ مسلمان اور شرک میں بعد المشرقین ہے، دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ہم شعیب ادریس کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے افادۂ عام کی غرض سے ان تقریروں کو شائع کرنے کا اہم کام شروع کر دیا ہے امید ہے کہ اس طرح کے کتابچے معاشرے کی اصلاح میں مفید کردار ادا کریں گے۔